**OPEN ACCESS**
*Al-Duhaa*
*﴾Journal of Islamic Studies﴿*
*ISSN (print): 2710-0812*
*ISSN (online): 2710-3617*
*www.alduhaa.com*

*Al-duhaa, Vol.:4, Issue: 2, Jul -Dec 2023*
*DOI:10.51665/al-duhaa.004.02.0253, PP: 209-244*

# مختلف عربی معاجم کی روشنی میں حیوانات قرآنیہ (بری وبحری جانوروں) کی تعریفات وخصوصیات

# *Definitions and Features of Qur'anic (Aquatic & Land) Animals According to Various Arabic Dictionaries*

**Published:** 25-12-2023
**Accepted:** 15-12-2023
**Received:** 18-11-2023

***Kosar BiBi***
*PhD. scholar, Department of Islamic & Religious Studies,*
*University of Haripur, KPK*
*Email: Zaibkosarzaib@gmail.com*

***Dr. Abdul Muhaimin***
*Assistant Professor, Department of Islamic & Religious Studies,*
*University of Haripur, KPK*
*Email: Muhaimin74@gmail.com*

***Dr. Muhammad Hayat Khan***
*Lecturer, Department of Islamic & Religious Studies,*
*University of Haripur, KPK*
*Email: hayat.khan715@gmail.com*

## *Abstract*

*This research paper's goal is to talk about the creatures that the Holy Qur'an mentions and finds to be very important. The revelation contained in the Quran aims to guide humanity toward the right path. The portrayals of animals in the Holy Qur'an serve a number of purposes, such as highlighting the concern for human welfare, showcasing the strength of the creator, and employing animals as parables to impart moral lessons to humans. It satisfies every need that humanity could possibly have, including the need for animals. We must have the understanding of Allah's directives contained in the Quran in order to be able to obey them. This study paper is divided into three discussions: In the first Aquatic Animals, In Second the land animals will be describes by using various Arabic Dictionaries'. In the third part of the paper Animals will also be define which are mentioned in the Holy Quran under a few different Titles. Every research premise will be taken into consideration.*

***Keywords:*** *Qur'anic Aquatic Animals, Qur'anic Land Animals & Their Different Features, Arabic Dictionaries.*

CC BY

## تعارف

### قرآن مجید میں مذکور جانوروں کی تعریفات و خصوصیات

قرآن اور علم الحیوانات کا گہرا تعلق ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنی پوشید حکمت کے پیش نظر بہت سے جانوروں، پرندوں اور حشرات کو اپنے کلام پاک میں بیان کیا ہے، جس سے اللہ تعالیٰ کی خلاقی، صناعی اور قدرت کا نہ صرف واضح اظہار ہوتا ہے بلکہ اس سے ایمان کی قوت کو اور بھی تقویت ملتی ہے۔ ذیل میں پانی میں رہنے والے اور خشکی یعنی زمین پر رہنے والے ان حیوانات کو مختلف تعبیرات، تعریفات اور خصوصیات کے ساتھ

بیان کیا جارہا ہے جن کا ذکر اللہ جل شانہ نے اپنی آخری کتاب قرآن مجید میں کیا ہے۔

| سیریل نمبر | قرآن میں ذکر کردہ نام | اردو میں نام |
|---|---|---|
| 1 | إِبِلِ | اونٹ |
| 2 | الْأَنْعَامِ | چوپائے، مویشی |
| 3 | بَقَرَةً | گائے |
| 4 | بِغَالَ | خچر |
| 5 | ثُعْبَانٌ | سانپ |
| 6 | حِمَارِ | گدھا |
| 7 | خِنْزِيرِ | خنزیر |
| 8 | خَيْلَ | گھوڑا |
| 9 | الدَّوَابِّ | جاندار، جانور |
| 10 | ذِئْبُ | بھیڑیا |
| 11 | سَبُعُ | درندہ |
| 12 | ضَّأْنِ | بھیڑ |
| 13 | عِجْلَ | بچھڑا﴿گائے کا بچہ﴾ |
| 14 | فِيلِ | ہاتھی |
| 15 | قَسْوَرَةٍ | شیر |

| | | |
|---|---|---|
| 16 | قِرَدَةً | بندر |
| 17 | كَلْبٍ | کتا |
| 18 | مَعْزٍ | بکری |
| 19 | نَاقَة | اونٹنی |
| 20 | نَعْجَةً | دنبی |
| 21 | وحوش | وحشی جانور |

**الابل(اونٹ)**

الابل، بکسترین و تسکن الباءٔ،م، واحد یقع علی الجمع، لیس یجمع ولا اسم جمع، الجموع: ابال و تصغیرها ابیلة، والسحاب الذی یحمل ماء المطر، و یقال و : ابلان: للقطعین۔ و تابل ابلا :اتخذها ۔ و ابل ،کضرب: کثرت ابله، کابل و ابل و : غلب ، وامتنع ، کابل، والابل و غیرہ تابل و تابل ابلا و ابولا : جزات عن الماء بالرطب، کابلت، کسمعت، و تابلت ، الواحد: ابل، الجموع: ابال ۔او هملت فغایت و لیس معها راع،او تابدت،وعن امراته:امتنع عن غشیانها،تابل، ونسک، و بالعصا: ضرب ، والابل ابولا :اقامت بالمکان،وابل ، کنصر و فرح، ابالة و ابلا، فهو آبل و ابل: حذق مصلحة الابل والشاءٔ، وانه من آبل الناس: من اشدهتم تانقا فی رعیتها۔[1]

الف اور ل کے کسرہ اور ب کے سکون کے ساتھ یہ مفرد ہے۔ہے تو واحد مگر اس کا اطلاق جمع پر بھی ہوا ہے نہ یہ جمع ہے اور نہ اسم جمع ہے۔اس کی جمع ابال ہے"یہ منتہی الجموع ہے"۔اس کی تصغیر ابیلة ہے اور وہ بادل جو بارش کے پانی کو اٹھائے ،اور ابلان(بادل کے دو ٹکڑے)تثنیہ ہے ابل کا جو ٹکڑوں کو کہا جاتا ہے۔

الابل: الجمال والنوق ، لا واحد له من لفظه (مؤنث) جمع آبال۔ و یقال : ابلان ، للقطیعین۔[2]

اونٹ اور اونٹنی،اس لفظ کا کوئی واحد نہیں ہے۔یہ آبال کا جمع ہے اور "ابلان" "دوریوڑوں" کو کہا جاتا ہے۔[3]

"ابل"،یعنی "اونٹ"،اس کی جمع "اونٹ" ہی آتی ہے لیکن جب یائے نسبتی لگاتے ہیں تو ابلی، یائے مفتوح استعمال کرتے ہیں اور جب تصغیر بناتے ہیں تو ھاء کا اضافہ کر دیتے ہیں جیسے "ابیلة"[4]۔

اہل لغت نے لکھا ہے کہ عرب اونٹ کو بنات اللیل بھی کہتے ہیں،اگر اونٹ نو سالہ یا چار سالہ (جذعہ) ہو گیا ہو تو دونوں صنفوں نر اور مادہ کے لئے لفظ "بعیر" استعمال کرتے ہیں،اس کی جمع ابعرۃ،بعران،جمع الجمع اباعر و اباعیر وغیرہ آتی ہے۔شارف بوڑھی اونٹنی کو کہتے ہیں جمع شرف،شرف،شروف اور شرف وغیرہ آتی ہے،عوامل دو کوہان والے اونٹ کو کہتے ہیں۔

اونٹ کی اقسام

**الارحبیہ:** اس اونٹ کو کہتے ہیں جو قبیلہ "بنو ارحب" کی طرف منسوب ہو۔قبیلہ ھمدان کی ایک شاخ ہے،شیخ ابن صلاح کہتے ہیں کہ "ارحبیہ" یمنی اونٹ کا نام ہے۔

**الشذ قمیہ:** نامی اونٹ نعمان بن منذر کا ایک عمدہ قسم کا اونٹ اس لئے اس کی نسلیں اسی کے نام سے منسوب ہو گئیں۔

**العیدیہ:** (عین کے زیر کے ساتھ) ان اونٹوں کو جو قبیلہ "بنو العید" کی طرف منسوب ہوئے "العیدیہ" کہتے ہیں۔ صاحب الکفایہ کے قول کے مطابق "العیدیہ" قبیلہ "بنو مہرہ کی شاخ ہے۔

**المھریہ:** وہ اونٹ ہیں جو "مھرہ بن حیدان" کی طرف منسوب ہیں۔ ابن اصلاح کہتے ہیں کہ مہرہ بن حیدان قبیلہ کا باپ تھا۔ (مہرہ کی جمع مہاری ہے) امام غزالی فرماتے ہیں کہ:

"المھریہ" ردی اونٹوں کو کہتے ہیں لیکن یہ بات صحیح نہیں اس لئے کہ انہی اونٹوں میں بعض جنگلی اونٹ ہوتے ہیں اور ان کو جنگلی اونٹ ہی کہا جاتا ہے۔ اہل لغت کچھ اونٹوں کے دوسرے نام بھی رکھ دیتے ہیں اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ بعض اونٹوں میں مختلف قسم کے اوصاف پائے جاتے ہیں ان مین سے کچھ اچھے اور کچھ برے ہوتے ہیں۔

العبس: ان اونٹوں کو کہتے ہیں جن کے مزاج میں سختی یا شدت زیادہ پائی جاتی ہے۔

**المجدیہ:** یمنی اونت کو کہتے ہیں جو عمدہ ہونے میں مشہور ہے۔

**الشدنیہ:** یہ وہ انٹ ہیں جو فحل یا بلد کی طرف منسوب ہیں۔

الشملال: وہ اونٹ ہیں جو ہلکے پھلکے ہوں۔

الیعملۃ: کام کرنے والے اونٹوں کو کہتے ہیں۔

الوجناء: وہ اونٹ ہیں جن کے مزاج میں سختی ہو۔

الناجیۃ: ان اونٹوں کو کہتے ہیں جو تیز رفتار ہوں۔

العرجاء: چھریرے بدن والے اونٹوں کو کہا جاتا ہے۔

الشمر دلۃ: لمبے بدن والے اونٹوں کو کہا جاتا ہے۔

الھجان: اچھی قسم کے اونٹوں کو کہا جاتا ہے۔

الکوما: بڑے بڑے کوہان والے اونٹنیوں کو کہا جاتا ہے۔

الحرف: دبلی اور چھریرے بدن والی اونٹنی کو کہتے ہیں۔

القوداء: لمبی گردن والی اونٹنی کو کہتے ہیں۔[5]

**البقرہ**

قرآن میں اس کا ذکر مختلف موقعوں پر مختلف صیغوں کی ساتھ آیا ہے۔

البقر:

جنس من فصیلة البقریات یشمل الثور والجاموس، و یطلق علی الذکر والانثی، و منه المستانس الذی یتخذ للبن والحرث و منه الوحشی و بقر الماء: حوت بحری یشبه البقرة۔[6]

گائیں کی جنس میں سے ہے جس میں بھینس اور بیل بھی شامل ہوتے ہیں، مذکر اور مؤنث دونوں پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔

ان میں سے بعض دودھ کے لئے اور بعض کھیتی باڑی کے لئے پالے جاتے ہیں۔[7]

البقرۃ، اسم کا اطلاق نر اور مادہ دونوں پر ہوتا ہے، اس میں تاء وحدت کی جمع نہیں ہے، اس کی جمع بقرات آتی ہے۔[8] "بقرۃ" کا اسم بقر: بقر اباب فتح سے ماخوذ ہے جس کے معنی پھاڑنے اور کھولنے کے ہیں۔ کھیتی اور کاشت کاری وغیرہ میں چونکہ بیل زمین کو جوتتے اور پھاڑتے ہیں اس لئے اسے بقرۃ کا نام دیا گیا اور اسی وجہ سے محمد بن علی بن زین العابدین بن حسین کو الباقر کہتے ہیں اس لئے کہ وہ علم کو کھول کر اس کی گہرائی میں پہنچ گئے۔ گائے کی چند قسمیں ہوتی ہیں اسی کی ایک قسم جاموس (بھینس) کہلاتی ہے، یہ سب سے زیادہ دودھ دیتی ہے اس کا جسم سب سے بڑا ہوتا ہے۔[9]

**بقرات**

یہ بقرۃ کی دوسری جمع ہے۔ قرآن مجید میں یہ لفظ صرف دو مرتبہ آیا ہے اور دونوں بار بادشاہ مصر کے خواب کے سلسلہ میں، جب کہ وہ کہہ رہا ہے کہ میں نے سات دبلی گایوں کو دیکھا کہ وہ سات موٹی گایوں کو نگل گئی ہیں۔

**بقرۃ**

صیغہ واحد میں یہ لفظ چار مرتبہ آیا ہے اور چاروں مرتبہ اسی صورت میں جو سورہ البقرۃ سے موسوم ہے چاروں مرتبہ ایک ہی سیاق میں بنی اسرائیل کے حکم ذبح گائے کے سلسلہ میں۔ 'بقرۃ" اسم جنس ہے، گائے اور بیل دونوں کے لئے عام لیکن قرآن مجید اس کا استعمال عموماً گائے ہی کے لئے ہوا ہے۔ گائے ہندوستان و پاکستان کا ایک خوب معروف و معلوم جانور ہے اور اس کا نر بیل بھی کچھ کم مشہور نہیں۔ گائے کا وجود دنیا کے اکثر ملکوں میں پایا گیا ہے، گرم آب و ہوا کے ملکوں میں بھی اور سعد آب و ہوا کے خطوں میں بھی۔ گایوں کی قسمیں، رنگ اور جسامت دونوں کے اعتبار سے، بہت سی پائی گئی ہیں۔

بکر گائے

جس گائے کو ذبح کرنے کا حکم بنی اسرائیل کو ملا تھا کی مزید شناخت کے سلسلہ میں ارشاد ہوا کہ وہ نہ بوڑھی ہو نہ بن بیاہی ہو۔[10]

**ضرب الامثال**

گائے کے بارے میں اہل عرب کے ہاں درج ذیل امثال مشہور ہیں:

"ترکت زید ایملا حس البقرا اولادھا"

یعنی کہ میں نے زید کو ایسی جگہ چھوڑا ہے جہاں گائے اپنے بچھڑے کو چاٹ رہی تھی" اہل عرب اس سے چٹیل میدان مراد لیتے تھے۔

بنی اسرائیل کی گائے کو ام قیس، ام عویف بھی کہتے ہیں۔[11]

بغال

خچر ایک مشہور جانور ہے اس کی کنیت ابو الاسج، ابو الحرون، ابو لصفر، ابو قضاء، ابو قموص، ابو کعب، ابو مختار اور ابو طعون ہیں اور بعض اس کو ابن ناہق بھی کہتے ہیں۔

"بغل" بفتحہ باء اور سکون غین معجمہ اور لام کے ساتھ لغت عربی ہے فارسی میں "استر ا" اور "ہندی" میں خچر کہتے ہیں۔[12]
خچر ہندوستان و پاکستان میں ایک معروف جانور ہے، گھوڑے یا گدھے یا گدھی اور گھوڑے کے ملاپ سے پیدا ہوتا ہے لیکن خود اس کی نسل یعنی خچر اور خچری کے ملاپ سے نہیں چلتی۔

قرآن میں اس کا ذکر اس انداز میں ہوتا ہے:

﴿وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ لِتَرْكَبُوهَا وَزِينَةً وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ﴾[13]

"اور اس نے گھوڑے اور اور خچر اور گدھے (پیدا کئے) کہ تم ان پہ سوار ہو اور زینت و تجمل کا بھی کام دیں"۔

گویا قرآن مجید نے اس کے دو کاموں کی طرف کی اشارہ کر دیا ہے ایک یہ کہ وہ سواری کے کام آتا ہے دوسرا یہ کہ وہ ایک ذریعہ اظہار شان و تجمل ہے چنانچہ دنیا میں آج تک اس سے یہی دونوں کام لئے جا رہے ہیں۔

**بھمۃ**

"**بھمۃ**" گائے، بھیڑ اور بکری کے بچے کو کہا جاتا ہے لیکن اس میں نر اور مادہ دونوں برابر ہیں۔ جمع "بھم" اور "بہامات" ہے۔ امام زہری کہتے ہیں کہ بکری یا بھیڑ کا بچہ نر ہو یا مادہ پیدا ہوتے ہی "سخلہ" کہلاتا ہے پھر کچھ دنوں کے بعد "بہمہ" کہلاتا ہے، اگر بکری کا بچہ چار ماہ کا ہو گیا ہے ہو اور ماں سے جدا ہو گیا ہو تو وہ "**جفار**" کہلاتا ہے پھر چر کر ذرا توانا ہو گیا تو وہ "**عریض**" اور "**عتود**" کہلاتا ہے جس کی جمع "**عرضان**" و "**عتدان**" آتی ہے نیز بعض کے قول مطابق "**جدی**" بھی کہتے ہیں لیکن اگر ایک سال کا نہ ہوا ہو تو مادہ بچہ کو عناق (عنق) کہتے ہیں، اگر بچہ نر ہو، ایک سال کا ہو گیا ہو تو اسے "**تیس**" کہتے ہیں اور مادہ بچہ کو "**عنز**" کہتے ہیں پھر دوسرے سال میں داخل ہونے کی وجہ سے نر بچے کو "**جذع**" اور مادہ بچے کو "**جزعۃ**" کہتے ہیں۔

"**انعام**" خاص ہے چند مخصوص چوپایوں کے لئے جبکہ بھیمہ عام ہے ہر چرنے والے جانور کے لئے۔ قرآن مجید میں دو جگہ ذکر آیا ہے پہلی جگہ تو حلت بہائم کے سلسلہ میں کہ: تمھارے لئے جائز کئے گئے ہیں چوپائے، مویشی بجز ان صورتوں کے کہ جن کا بیان تم سے کیا جاتا ہے"۔[14]

انعام آٹھ جانور کہلاتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک کو انعام کہا جاتا ہے جس طرح ان سب کے مجموعے کو بھی انعام کہا جاتا ہے، پھاڑ کھانے والے درندے مثلاً شیر اور ہر کچلی والے جانور انعام مین داخل نہیں ہیں اس لئے بہیمۃ الانعام چرنے والے چوپاؤں اور مویشیوں کو کہتے ہیں۔ عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ "**بھیمۃ الانعام**" ان کو کہتے ہیں جو ذبح کرتے وقت ماں کے پیٹ سے نکلتے ہیں جو ذبح کرتے وقت ماں کے پیٹ سے نکلتے ہیں انہیں بغیر ذبح کئے ہوئے کھایا جا سکتا ہے یہی سیدنا عبداللہ بن عباس کہتے ہیں اور ان جنے ہوئے بچوں میں کوئی ایسی چیز نظر نہیں آتی جن کی وجہ سے ان کو مستثنیٰ کر دیا جائے۔[15]

**جمل**

قرآن میں مختلف صیغوں کے ساتھ اس کا ذکر ہوا ہے۔

**المعجم الوسیط کے مطابق:**

"جمل "واحد ہے یعنی اونٹ، اس کی جمع" اجمال و اجمل و جمال و جمالۃ و جمالۃ و جمالۃ و حمالۃ وجمل "اور جمع الجمع" جمالا ت و جمائل "ہے۔اس کی مؤنث "ناقۃ "ہے، اس کی جمع 'نوق' اور 'نیاق "ہے۔

الجمل: الذکر من الابل،قیل:انما یکون جملا اذا اربع،وقیل اذا اجذع، وقیل اذا بزل، وقیل اذا اثنی،

اللیث :الجمل یستحق ھذا الاسم اذا بزل، وقال شمر:البکر والبکرۃ بمنزلۃ الغلام والجاریۃ ،والجمل والناقۃ بمنزلۃ الرجل والمراۃ ۔وفی التنزیل العزیز:حتی یلج الجمل فی سم الخیاط۔

"جمل "مذکر اونٹ کو کہتے ہیں اور کہا گیا ہے کہ وہ اونٹ تب بنتا ہے جب چوتھے سال میں داخل ہو جائے،اور "اجزع "تب کہا جاتا ہے جب جوان ہو جاتا ہے اور جب دوسرے سال میں داخل ہو جاتا ہے تب اس پر جمل کا اطلاق ہوتا ہے۔،اونٹ کو" لیث"تب کہا جاتا ہے جب وہ جوان ہو جائے۔ شمر فرماتے ہیں کہ بکر اور بکرۃ بمنزلہ غلام اور جاریہ کے ہے،اور جمل اور الناقہ بمنزلہ رجل اور المراۃ کے ہے مطلب یہ کہ جمل مذکر اونٹ اور ناقہ مؤنث اونٹ کو کہا جاتا ہے جیسے کہ بکر کنوارے مرد اور بکرہ کنواری عورت کو کہتے ہیں۔

الجمل: الکبیر من الابل ۔ومنہ ماھو ذو سنامین۔وفی المثل: ما استتر من قاد الجمل:یضرب لمن یاتی امرا لا یمکن اخفاوہ۔و اتخذ اللیل جملا: یضرب لمن یعمل عملہ بالیل، کانہ رکب اللیل ولم ینم فیہ۔جمع:جمل، واجمال،وجمال،واجمل،وجمالۃ۔

جمل ابل سے بڑا ہوتا ہے اور ان میں دو کوہانوں والا ہوتا ہے، کہاوت ہے کہ "اونٹ کو ہانکنے والا کبھی چھپ نہیں سکتا۔یہ کہاوت اس کے لئے بیان کی جاتی ہے جو ایسا کام کرے کہ اس کو چھپانا ناممکن ہو۔

و، الحبل الغیظ۔و سمکۃ بحریۃ۔

الجمل: الحبل الغیظ۔[16]

امام کمال الدین دمیری "حیات الحیوان" میں تحریر فرماتے ہیں:اونٹ ایک مشہور و معروف جانور ہے، قرآء کہتے ہیں کہ یہ ناقہ (اونٹنی) کا شوہر ہوتا ہے۔اس کی جمع "جمال،اجمال،جمائل اور جمالات "آتی ہے۔ حق تعالی نے کلام پاک میں ارشاد فرمایا "کانھم جمالات صفر" اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ یہ جمال کی جمع صحیح ہے جیسے "رجال" کی جمع "رجالات "آتی ہے۔[17]

**ضرب الامثال**

اونٹ کو صحرا کا جہاز بھی کہتے ہیں۔"ما استتر من قاد جملا" ضرب المثل ہے جس کے لفظی معنی ہیں "اونٹوں کو ہانکنے والا مخفی نہیں رہ سکتا"۔یہ اس وقت استعمال کیا جاتا ہے جب کوئی شخص ایسا کام کرے جس کا چھپانا ناممکن ہو۔ایک کوہان والا اونٹ مغربی ایشیا اور افریقہ میں باربرداری کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔"الجمل فی شیء، والجمال فی شیء" ضرب المثل ہے کہ یہ ایک محاورہ ہے جو ایسے دو شخصوں کے بارے میں استعمال کیا جاتا ہے جن میں سے ایک دوسرے کے ذہن میں موجود بات سے ناواقف ہو اور اس کے بارے میں سوچ رہا ہو۔[18]

جملت :

آتش جہنم کی ہولناکیوں میں آتا ہے کہ وہاں انگارے اتنے بڑے بڑے ہوں گے جیسے محل اور رنگ میں ایسے جیسے زرد زرد اونٹ، یہ ایسی تشبیہ ہے جو قرآن کے مخاطبین اول کی سمجھ میں بہ آسانی آسکتی تھی۔اونٹ کے جو عربی میں متعدد نام ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے اور عجب نہیں کہ انگریزی کا لفظ کیمل اسی "جمل" کی ایک بگڑی ہوئی شکل ہے جو عبرانی کے واسطہ سے انگریزی میں پہنچی ہو۔ عربی محاورہ میں اس سے مقصود ایسے امر کی طرف اشارہ کرنا ہوتا ہے جو عادتا محال ہو یعنی نہ اونٹ سوئی کے ناکے سے نکل پائے اور نہ فلاں واقعہ وقوع میں آسکے گا۔

بدنۃ

"بدنۃ"[19] یہ واحد ہے اس کی جمع "بدن" ہے۔دال کے سکون کے ساتھ قرآن مقدس میں بھی وارد ہوا ہے۔ دال پر پیش امام جوہری[20] نے لکھا ہے۔ اس کو "بدنہ" اس لئے کہتے ہیں کہ صحت مند بدن والا ہوتا ہے۔ امام نووی[21] کہتے ہیں کہ "بدنۃ" اس اونٹ کو کہتے ہیں جو قربانی کی عمر کا ہو گیا ہو چاہے نر ہو یا مادہ ہو۔ یہ فقہائے کرام کی اصطلاح کے مطابق ہے اور ارباب لغت کے نزدیک "بدنۃ" کا اطلاق گائے اور اونٹ دونوں پر ہوتا ہے۔ امام ازہری[22] کے مطابق کہ "بدنۃ" گائے، بکری اور اونٹ کے لئے استعمال ہوتا ہے، بدنۃ اس لئے کہتے ہیں کہ وہ تندرست و توانا اچھے بدن کا ہو جاتا ہے لیکن خاص طور پر بدنۃ کا لفظ اونٹ کے لئے احادیث نبوی ﷺ میں بھی استعمال ہوا ہے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"جس نے جمعہ کے دن غسل کیا، پھر وہ پہلی فرصت میں مسجد کے لئے چلا گیا گویا اس نے اونٹ کی قربانی اور دوسری گھڑی میں گیا گویا کہ اس نے گائے کی قربانی کی اور تیسری گھڑی میں گیا گویا اس نے ایک سینگ والا دنبہ کی قربانی کی اور چوتھی گھڑی میں گیا گویا اس نے ایک مرغی کی قربانی اور جو پانچویں گھڑی میں گیا گویا اس نے ایک انڈے کی قربانی کی"۔[23]

قرآن میں یہ نام اس طرح ذکر کیا گیا ہے:

﴿وَالْبُدْنَ جَعَلْنَاهَا لَكُمْ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا صَوَافَّ فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ كَذَٰلِكَ سَخَّرْنَاهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ﴾[24]

"قربانی کے اونٹ ہم نے تمہارے لئے اللہ تعالی کی نشانیاں مقرر کر دی ہیں ان میں تمھیں نفع ہے پس انھیں کھڑا کر کے ان پر اللہ کا نام لو پھر جب ان کے پہلو زمین سے لگ جائیں اسے خود بھی کھاؤ اور مسکین سوال سے رکنے والوں اور کرنے والوں کو بھی کھلاؤ اس طرح ہم نے چوپاؤں کو تمھارے ماتحت کر دیا ہے کہ تم شکر گزاری کرو"۔

یعنی ہم نے اس دین کی نشانیوں میں سے بنایا جس میں تمہارے لئے بھلائی ہے۔ عبد اللہ بن عباس کہتے کہ اس بھلائی سے مراد دنیا کے فوائد اور آخرت کا اجر و ثواب ہے۔

بدن

اس کی جمع واحد "بدنۃ" ہے اصل معنی موٹے، تازہ، تیار اونٹ کے ہیں۔ (ابن جریر) لیکن اہل لغت نے اونٹ کے ساتھ

گائے بھی اس میں شامل کی ہے جو قربانی کے لئے تیار کی جائے "ھی من الابل والبقرۃ" اور یہی مذہب فقہائے حنفیہ کا ہے۔ وھو مذھب الحنفیہ وھو قول عطاء (سعید بن المسیب)

قرآن میں ایک ہی جگہ یہ نام آیا ہے قربانی کے جانوروں کی عظمت ظاہر کرنے کو، "اور قربانی کی جانوروں کو ہم نے تمھارے لئے اللہ کے دین کی یادگاریں بنا دیا ہے"۔ مقصود یہ ہے کہ ان شعائر اللہ کو یہ حیثیت اس لئے کہ یہ اللہ کی جانب منسوب یا نامزد ہو چکی ہیں۔ معظم۔ محترم سمجھا جائے نہ کہ معظم بالذات، مشرکین عرب نے رسوم حج اور قربانی کے جانوروں میں بھی شرک کو طرح طرح داخل کر رکھا تھا۔ قرآن مجید نے اس سلسلہ میں بھی توحید کے سبق کو تازہ کیا اور بتایا کہ قربانی تو اس لئے ہے کہ تم خدائے واحد کا شکر ادا کرو۔

**بعیر**

اونٹ کو مینگنی کرنے کی وجہ سے "بعیر" کہتے ہیں، عربی میں "بعر، البعیر، یبعر" ماضی اور مضارع دونوں میں عین کلمہ پر زبر ہے، جس کا ترجمہ ہے "اونٹ نے مینگنی کی" اور مصدر کا صیغہ "بعرا" کے عین کلمہ پر سکون ہے جس طرح کہ "ذبح، ذبحا" میں مصدر کا عین کلمہ سکون کے ساتھ آتا ہے۔ "بعیر" کا لفظ اسم جنس ہے جس کا اطلاق نر اور مادہ دونوں پر ہوتا ہے، اونٹوں کے ناموں میں سے "بعیر" کا لفظ بالکل ایسا ہی جیسا کہ انسانوں کے لئے لفظ "انس" اسی طرح "جمل" نر کے لئے اور "ناقۃ "مؤنث کے لئے "قعود" نوجوان اونٹ کے لئے اور "قلوص" اونٹ کے بچے کے لئے بولا جاتا ہے لیکن اس کے برخلاف بعض عرب سے یہ بھی منقول ہے کہ "صرعتنی بعیری ای ناقتی" یعنی مجھے میری اونٹنی نے پچھاڑ دیا، اسی طرح "شربت من لبن بعیری ای من لبن ناقتی" یعنی میں نے اونٹ کا دودھ پیا۔ جس وقت اونت نو سال کا ہو جاتا ہے تو اس وقت اسے "بعیر" کہا جاتا ہے، اس کی جمع "ابعر، اباعر اور بعران" آتی ہے (بعض نے ابعرہ بھی ذکر کیا ہے)۔[25]

**بحیرہ و سائبہ**

بحیرہ وہ اونٹنی ہے جس کا دودھ بتوں کی وجہ سے استعمال نہیں کیا جاتا تھا اس اونٹنی کا دودھ کوئی بھی نہیں نکالتا تھا۔ سائبہ وہ اونٹنی ہوتی تھی جس کو لوگ اپنے بتوں کے لئے چھوڑ دیتے تھے بعض علماء نے فرمایا ہے کہ البحیرہ سے مراد لغت میں وہ اونٹنی ہے جس کے کان کٹے ہوں۔ ابن سیدہ نے کہا ہے کہ بحیرہ وہ اونٹنی ہے کہ جو بغیر چرواہے کے چھوڑی گئی ہو۔ پالتو اونٹنی کو بحیرہ کہا جاتا ہے۔ ابن اسحاق نے کہا ہے کہ البحیرہ یہ سائبہ کی بچی ہے اور سائبہ وہ اونٹنی ہے جو متواتر ہے دس اونٹنیاں جنم دے درمیان میں مذکر بچہ نہ ہو نہ اس پر سواری کی جاتی تھی اور نہ اس کی اون کاتی جاتی تھی اور نہ اس کا دودھ سوائے مہمان کے کوئی پیتا تھا جو اس کے بعد بھی بچی جنم دیتی تو اس کے کان کاٹے جاتے تھے اور اسے بھی ماں کے ساتھ چھوڑ دیا جاتا تھا اس پر بھی نہ سواری کی جاتی اور نہ ہی اون کاتی جاتی تھی جیسا کہ اس کی ماں کے ساتھ کیا جاتا تھا۔ امام شافعی نے فرمایا جب اونٹنی پانچ بطنوں سے مادہ ہی جنم دیتی تو اس کے کان کاٹ دیئے جاتے اور حرام کر دی جاتی تھی۔[26]

دور جاہلیت میں لوگوں کا یہ طریقہ تھا کہ جب کوئی اونٹنی پانچ مرتبہ بچہ دیتی جن میں سے آخری بچہ نر نا ہوتا تو اس کے کان

پھاڑ دیئے جاتے تھے، اس کو ذبح کر دیا جاتا تھا اور اس پر سواری کرنا ممنوع سمجھا جاتا تھا، جہاں کہیں بھی وہ چرنا چاہے اور جس آبی ذخیرہ سے پانی پینا چاہے اسے آزادی حاصل ہوتی تھی ایسی اونٹنی کو یہ لوگ بحیرہ کہتے تھے[27]۔ اسی طرح جب ان میں سے کوئی شخص سفر پر روانہ ہوتا یا بیمار ہوتا یوں کہتا کہ: اگر میں سفر سے بخیریت واپس آیا تو میری اونٹنی سائبہ ہوگی ایسی اونٹنی بی بحیرہ کی طرح ہو جاتی تھی جس سے کسی قسم کا نفع اٹھانا حرام سمجھتے تھے یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب کوئی شخص غلام آزاد کرتا تو کہتا کہ یہ سائبہ ہے اس کے بعد ان دونوں کے درمیان نہ قصاص ہوتا نہ ہی وراثت۔[28]

صرف ایک جگہ قرآن میں سورہ المائدہ کی آیت ایک سو تین(103) میں یہ نام آیا ہے، مشرکین عرب، مشرکین ہند کی طرح جانوروں میں طرح طرح کی مشرکانہ ریت رسمیں رکھتے تھے۔ چنانچہ ایک اسی طرح کے آزاد چھوڑے ہوئے جانور کو ان کی اصطلاح مین سائبہ کہتے تھے۔ قرآن مجید نے ایک ہی جگہ یہ نام لیا ہے اسی رسم مشرکانہ کے ابطال کے سلسلہ میں بعض اس قسم کے دوسرے جانوروں کے ساتھ ارشاد ہوا ہے کہ اللہ نے بحیرہ کو جائز کیا ہے اور نہ سائبہ اور وصیلہ کو:

﴿مَا جَعَلَ اللَّهُ مِنْ بَحِيرَةٍ وَلَا سَائِبَةٍ وَلَا وَصِيلَةٍ وَلَا حَامٍ وَلَكِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ وَأَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ﴾[29]

"اللہ نے نہ بحیرہ کو مشروع کیا ہے اور نہ سائبہ کو اور نہ وصیلہ کو اور نہ حام کو لیکن جو لوگ کافر ہیں وہ اللہ تعالی پر جھوٹ لگاتے ہیں اور اکثر کافر عقل نہیں رکھتے"۔

**حام، حامی**

زمانہ جاہلیت کے لوگ بیٹوں کے لئے اونٹ اور بکریاں چھوڑ دیتے تھے حام اونٹوں میں سے ہے جبکہ وصیلہ بکریوں میں سے ہے جب وہ ایک مادہ کے بعد دوسری مادہ کو جنم دیتی تو اسے چھوڑ دیتے تھے، دوسرا قول ہے کہ وصیلہ وہ بکری جو پانچ بطنوں سے متواتر دس بچیاں جنم دے اور ان کے درمیان مذکر نہ ہو۔ اگر کسی فحل (بالغ حیوان نر) کے نطفہ سے دس متربہ بچہ پیدا ہوتا تو کہتے "قد حمی ظھرہ" اس پر سواری نہ کرتے اور نہ ہی اس پر بوجھ لادتے اور کسی چراگاہ اور پانی سے اسے نہ روکتے اس نر کو "حام" کا نام دیتے تھے۔[30]

**وصیلہ**

اگر کوئی بکری سات مرتبہ بچہ دیتی اور اگر ساتوں مرتبہ کا بچہ اگر نر ہوتا تو اسے (نر بچہ) کو مرد کھاسکتے تھے اور اگر مادہ ہوتا تو اسے بکریوں میں چھوڑ دیا جاتا تھا، اس کا نام وصیلہ بمعنی واصلہ رکھتے تھے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب بکری مادہ جنتی تو وہ اس کے مالک کی ملکیت ہوتی اور اگر نر جنتی تو وہ ان کے معبودوں کے لئے ہوتی ان میں سے نر کو اپنے معبودوں کے لئے ذبح نہ کرتے۔[31]

**الحمار**

گھوڑے کی نسل کا گھریلو جانور ہے جو کہ بوجھ اور سواری اٹھانے کے لئے استعمال ہوتا ہے، اس کا مفرد "حمارۃ" اور جمع "حمار" ہے۔[32]

الحمار : حیوان داجن من الفصیلة الخیلیة یستخدم للحمل و الرکوب۔ و العود الذی تحمل علیه الاقتاب ۔ و خشیة فی مقدمة الرحل یقبض علیها الراکب۔ و الخشیة التی یصفل علیها الحدید ۔ و فی الریاضة البدنیة : خشیة معترضة بین حاملین یوثب علیه۔( محدثة)[33]

حمار (مفرد): الجموع ،احمرة و حمر و حمر و حمیر، مؤ حمارة ، الجموع، حمائر: حیوان داجن من الفصیلة الخیلیة یستخدم للحمل و الرکوب، و منه الاهلی والوحشی الذی یکون مخططا باللونین الا بیض والاسود"۔جاء بقرنیی ۔

حمار: اذا جاء بالکذب والباطل ،لان الحمار لا قرن له۔انما هو حمار:للرجال المذموم۔وقف حمار الشیخ فی العقبة: استعصی علیه الامر،عجز،احتار۔ولو لبس الحمار ثیاب خز۔۔۔۔لقال الناس یا لک من حمار ۔حمار عزیز(مثال) :یضرب للمنکوب الذی ینتعش، لان اللّٰہ ا حیاه بعد مائته عام من موته۔

حمار الوحوش: حیوان بری، من ذوات الحوافر و فصیلة الخیلیات معروف بالوانه المخططة بالابیض والاسود۔

حمارة ( مفرد) : الجموع حمار ۔[34]

حمار گدھے کو کہتے ہیں، اس کی جمع حمیر، حمر اور احمرۃ ہے، جب کہ تصغیر حمیر آتی ہے۔[35]

## ضرب الامثال

1: عرب میں دستور ہے کہ جب کسی کی ہجو کرنا ہوتی ہے تو وہ اس کو گدھے سے منسوب کرتے ہیں۔ عربی لوگ گدھے کا نام لینا بھی پسند نہیں کرتے بلکہ ضرورت پڑنے پر اس کی کنیت سے ذکر کرتے ہیں اور اگر کبھی اس کا نام لینے کی اشد ضرورت پڑ جائے تو بھی اس کا نام لینے سے گریز کرتے ہیں اور کہتے ہیں:"الطویل الاذنین" یعنی کہ "بڑے کانوں والا"۔

2: اہل عرب کے نزدیک یہ آداب محفل کے خلاف ہے کہ اہل مروۃ(شرفاء کی مجلس) میں گدھے کا ذکر آئے، اسی لئے گدھے کی سواری میں عار بھی محسوس کرتے ہیں۔[36]

3: "عشر تعشیر الحمار" جوہری کہتے ہیں کہ تعشیر حمار کا مطلب وہ آواز ہے جو گدھا گلا گھونٹ کر نکالتا ہے، اہل عرب یہ مثال اس وقت دیتے ہیں جب کوئی کسی بلا کے خوف سے گدھے کی آواز نکالے۔"اتخذا فلاں حمارا الحاجات "یعنی کہ فلاں شخص ضرورتوں کے گدھے پر سوار ہو گیا یعنی ذلت آمیز مصروفیات میں لگ گیا، نیز یہ مثال دیتے ہیں:"ترکتہ جوف حمار" یہ مثال اس وقت دی جاتی ہے جب کسی چیز میں بھلائی کا نام ونشان نہ ہو اور یہ بھی کہتے ہیں:"اصبر من حمار" کہ فلاں شخص گدھے سے بھی زیادہ صابر ہے"۔[37]

## حمر

مشرکین عرب کے ذکر میں ہے کہ یہ قرآن اور رسول سے یوں بھاگتے ہیں جیسے شیر کے ڈر سے بدکتے ہوئے گدھے۔[38]

## صوت الحمیر

حیوانی سلسلہ میں لفظ صوت ایک ہی جگہ قرآن مجید میں آیا ہے، حضرت لقمان اپنے فرزند کو کچھ اخلاقی و دینی ہدایتیں دے

رہے ہیں، اور اس سلسلہ میں فرماتے ہیں کہ اپنی آواز کو پست رکھنا، بدترین آواز گدھے کی ہوتی ہے (جو بے اختیار چیخنے لگتا ہے )۔ گدھے کی آواز کی سامع خراشی مشرق میں مسلمات میں داخل اور ایک مشہور حقیقیت ہے۔[39]

**الخنزیر**

حیوان دجون من الفصیلة الخنزیریة و تربة مزدوجات الا صابع الجسئیات ، جمع خنزیر۔ [40]

سور ایک معروف غلیظ جانور ہے، قرآن مجید میں چار مقامات پر حرمت کے ساتھ اس کا ذکر آیا ہے۔

**خیل**

قرآن میں مختلف صیغوں کے ساتھ تذکرہ کیا گیا ہے۔

جیاد

قرآن مجید میں صرف یہ ایک بار حضرت سلیمان کے سلسلے میں آیا ہے، ارشاد ہوا: " وہ ذات قابل ذکر ہے جب ان کے سامنے اصل تیز رو گھوڑے پیش کئے گئے"۔

غزوہ و جہاد وغیرہ خالص دینی اغراض کے لئے گھوڑے اگر اس سے زیادہ تعداد میں بھی ہوتے تھے، جب بھی کچھ تعجب نہ تھا اور سیر و تفریح وغیرہ جائز دنیوی اغراض کے لئے بھی گھوڑے کی سورای میں کوئی مضائقہ نہ تھا ماہرین کا بیان ہے کہ حیوانات میں شریف ترین جانور اور انسان کا بہترین رفیق گھوڑا ہے۔[41]

پہلی جگہ نفس بشری کے مرغوبات و محبوبات کے سلسلہ میں کہ انسان کو محبوب یہ چیزیں ہوتی ہیں، بیویاں، بیٹے، سونے چاندی کے ڈھیر، نشان پڑے گھوڑے، چوپائے اور کھیت پات۔ دوسری جگ مسلمانوں کو یہ حکم ملا ہے کہ دشمنان دین سے مقابلہ کے لئے اور ان پر ہیبت طاری کرنے کے لئے سامان تیار رکھو اپنی قوت سے اور پلے ہوئے گھوڑوں سے۔ تیسرے موقع پر یہ ارشاد ہوا ہے کہ اللہ نے تمھارے لئے گھوڑے اور خچر اور گدھے پیدا کئے ہیں، تا کہ تم ان پر سواری کرو اور وہ تمہارے لئے زینت کا بھی کام دیں۔ چوتھی جگہ ذکر ابلیس کے مکالمہ کا ہے جب وہ جنت سے نکالا گیا ہے، اس وقت اس سے ارشاد ہوا، کہ تو ہمارے بندوں پر اپنے سواروں اور پیادوں سمیت چڑھ دوڑنا۔ پانچویں جگہ غذوہ بنی نضیر کے سلسلہ میں مسلمانوں سے خطاب ہے کہ اس میں تو تمھیں اتنی دولت خود بخود ہاتھ لگ جائے گی، بغیر اس کے کہ تم گھورے دوڑاؤ یا اونٹ۔

**رباط الخیل**

ایسے گھوڑے جو سرحد پر چوکی پر پہرے کے کام آئیں دشمن سے مقابلہ کے لئے ضرورت تو بہت سے سامان کی پڑتی ہے، اس عموم میں مرتبہ خصوص و امتیاز فوجی ٹریننگ پائے ہوئے، سدھے ہوئے گھوڑوں کو حاصل ہے، مشینی دور سے پہلے تو عسکری قوت و تنظیم کا مدار بہت بڑی حد تک سواروں ہی کی قوت و تنظیم پر تھا، لیکن اب بھی فوج میں گھوڑ چڑھے دستوں کی جو اہمیت حاصل ہے اس کا حال کوئی فوج ہی کے سرداروں سے پوچھے۔

**الخیل والبغال**

ابلیس جب اپنی صریح نافرمانی کی پاداش میں مردود ہوا ہے، تو اسے اپنی قوت اغواء کا بڑا زعم تھا۔اس وقت سے ارشاد ہوا کہ اچھا تو ہمارے بندوں پر اپنے سواروں اور پیادوں چڑھا ڈالا، یہ بھی کر کے دیکھ لے، یہاں "خیل" گھوڑے کے ہی نہیں بلکہ رجل (پیادے) کے مقابل، سوار کے معنی میں ہیں اور لغت میں خیل کے معنی گھوڑے اور سوار دونوں کے ہیں۔اور پورا فقرہ اپنے لفظی معنی میں نہیں، بلکہ محض مجازا استعمال ہوا ہے۔ محاورہ میں اس سے مراد مطلق لشکر ہوتی ہے۔امام رازی کے الفاظ میں " المراد منہ ضرب المثل کما تقول للرجال المجد فی الامر جئتنا بخیلک ورجلک وھذا الوجہ اقرب(کبیر) اور اہل لغت نے بھی یہی معنی قبول کر لئے ہیں۔

**من خیل ولارکاب**

سیاق غزوہ بنی نضیر کا ہے اور اس سلسلہ میں مسلمانوں سے ارشاد ہوا ہے کہ تمھیں تو یہ فتح مفت ہاتھ لگ گئی ہے اور اتنا مال حاصل ہو گیا۔نہ تمھیں گھوڑے دوڑانے پڑے تھے اور نہ اونٹ، یعنی کوئی خاص مشقت اٹھائے بغیر اتنی کامیابی حاصل ہو گئی۔

گھوڑے جسامت کے لحاظ سے مختلف ہوتے ہیں، بعض قد آور ہوتے ہیں بعض قوی ہیکل، بعض تین تین فٹ کے بلکہ اس سے بھی کم۔گھوڑے کی اوسط عمر 18-20 سال ہوتی ہے اور اس کی عمر کا اندازہ اس کے دانتوں سے کیا جاتا ہے۔اس کو عرب میں ایک خاص درجہ حاصل ہے، عربوں کا بہترین رفیق اونٹ کے بعد اگر کوئی جانور ہے تو یہی گھوڑا ہے اور عربی گھوڑے کا نام آج تک مشہور چلا آرہا ہے۔اس کے دانت تقریبا چھتیس سے چالیس تک ہوتے ہیں اور اس کی اصل غذا اچھی اور تازہ گھاس ہے، جسے وہ بڑے مقدار میں کھاتا رہتا ہے۔گھاس کے علاوہ غلہ بھی کھاتا ہے ہندوستان میں عام رواج چنے کھلانے کا ہے۔فرنگی ملکوں میں دوسرے غلے دیئے جاتے ہیں۔

فرعون نے جب موسی علیہ السلام اور اسرائیلوں کا تعاقب کا کیا تو وہ گھوڑے پر سوار تھا اور اسی حال میں ڈوبا، متعدد قوموں میں گھوڑا مقدس سمجھا گیا ہے۔خصوصا یونان، ایران وہندوستان میں، اس کی قربانی بہت اہم سمجھی گئی ہے۔ہندوستان مین اس کی قربانی کا بڑا جشن منایا جاتا ہے۔اور سفید گھوڑا ایران وغیرہ میں صرف بادشاہ کی سواری کے لئے مخصوص رہا ہے۔قرآن مجید میں قوم نوح میں جس دیوتا کا ذکر آیا ہے، اس کی مورتی بھی ایک تیز رفتار گھوڑے کے شکل میں تھی۔[42]

قرآن مجید کی ایک چھوٹی سی سورت کا افتتاح اسی لفظ کو محل قسم میں لانے سے ہوا ہے کہ قسم ہے ان گھوڑوں کی جو دوڑنے میں ہانپتے ہوں۔اس سے مراد ہیں لڑائی کے گھوڑے، اونٹ کی طرح گھوڑوں کے لئے بھی عربی میں بہت سے لفظ ہیں اکثر اسماء ان کی کسی نہ کسی صفت کو ظاہر کرنے والے، اہل عرب گھوڑوں کی ان صفات سے خوب واقف تھے اور غازیوں اور مجاہدوں کے گھوڑوں کی بڑی فضلتیں آئی ہیں۔جنگ میں گھوڑ چڑھی فوج یا سواروں کی اہمیت خصوصی شروع چلی آئی ہے اور کہا جاتا ہے کہ سواروں کی اہمیت تاریخ حرب کے ہر دور میں رہی ہے، یہاں تک کہ اب جب مسلح موٹروں، موٹر سائیکلوں وغیرہ نے میدان جنگ پر قبضہ جما لیا ہے اب بھی گھوڑ چڑھی فوج ہی کار نمایاں انجام دے رہی ہے اور مسلمانوں کی تاریخ کا تو کوئی باب بھی سوار دستوں کی اہمیت سے خالی نہیں رہا ہے۔

تاریخ اسرائیل میں گھوڑے کی جو حیثیت سب سے زیادہ نمایاں رہی ہے، وہ بجائے عام سواری اور بار برداری کے جانور کے فوج ہی سوار کی ہے اور حضرت سلیمان کے گھوڑوں کے سلسلہ مین تھانوں کی تعداد 40 ہزار اور سواروں کی بارہ ہزار عہد عتیق میں درج ہے۔[43]

**ضبحا**

قرآن مجید کے گھوڑوں کو ان کی مختلف حالتوں کو موضع بشارت میں پیش کر کے ان کی قسم کھاتا ہے اور سب سے پہلے اسی سرپٹ دوڑنے والی حالت کا ذخر کرتا ہے کہ قسم ہے گھوڑوں کی جب وہ دوڑ سے ہانپ رہے ہوں۔ گھوڑے میں دوڑنے کی قوت بہت ہوتی ہے اور وہ دم بھی رکھتا ہے تاہم ہر جانور کی طرح بہت تیز دوڑ کے بعد اس کی سانس پھولنے لگتی ہے، قرآن مجید اس کی اسی حالت سے استشہاد کرتا ہے۔، گھوڑے کی دوڑ کی کئی قسمیں ہیں۔[44]

**مسومۃ**

انسان کے طبعی مرغوبات کی فہرست میں ازدواج و اولاد چاندی سونے وغیرہ کے ذکر کے ساتھ نام نشان پڑے گھوڑوں کا بھی ارشاد ہوا ہے، جو گھوڑے گھوڑ دوڑ وغیرہ میں کوئی امتیاز یانام دری حاصل کئے ہوئے ہیں، ان پر نمبر ڈال دیئے جاتے ہیں اور یہ نشان زدہ گھوڑے قدر دانوں کے ہاں خاص قدر کے مستحق سمجھے جاتے ہیں۔[45]

**مغیرات**

اہل غزاء و جہاد کے گھوڑوں کے سلسہ میں ایک وصف ان کا یہ بھی بیان ہوا ہے کہ وہ صبح سویرے دشمن پر تاخت کرنے والے ہوتے ہیں۔ گھوڑوں کے ذریعہ تاخت کرنا فوجی اعتبار سے ایک بلند مرتبہ چیز ہے۔[46]

**موریت**

اہل جہاد اور غزا کے گھوڑوں ک وموقع شہادت میں پیش کر کے ان کی قسم ساتھ فرمایا ہے کہ پتھر پر ٹاپ مار کر آگ نکال لینے والے، کنایہ ان کی کمال گرم روی اور تیز رفتاری سے ہے۔[47]

**ذِئب:**

سورہ یوسف کی آیات 15،14،13 میں یہ لفظ تین بار آیا ہے۔

**القاموس المحیط کے مطابق:**

الذئب۔ بالکسر و یترک ھمزہ:کلب البر،الجموع: اذوب و ذباب و ذؤبان ( بالضم)،و ھی بھاء،وارض مذابة:کثیرته،ورجل مذزوب: وقع الذئب فی غنمه۔وقد ذئب کعنی۔و ذوبان العرب :لصوصھم وصعالیکم ،وذئاب الغضی:بنو کعب بن مالک بن حنظلة ۔وذوب ،ککرم،و فرح : خبث ،وصار کالذئب،کتاذاب، والذئبان،کسیرحان: الشعر علی عنق البعیر و مشفره،و بقیة الوبر۔

والذئبان، مثنی: کوکبان ابیضان بین العوائد والفرقدین۔و اظفار الذئب:کواکب صغار قدامھا۔[48][49]

کسر اور چھوٹے ھمزہ کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔ اس کو بری کتا بھی کہا جاتا ہے، اس کو "کلب البر" یعنی جنگلی کتا بھی کہا جاتا

ہے، کیونکہ یہ کتے کی ہی نسل سے تعلق رکھتاہے اور گوشت خور جانور ہے۔

**یاکلہ الذئب**

حضرت یعقوب سے جب آپ کے فرزندوں نے یوسف کو اپنے ساتھ سیر و تفریح میں لے جانے کی اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا کہ مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں اسے بھڑیا نہ کھاجائے۔

**ذئب**

قرآن مجید میں ایک ہی سلسلہ وسیاق میں میں یہ لفظ تین مرتبہ آیاہے پہلے جب حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس ان کے بیٹے اجازت لینے آئے ہیں کہ ہم یوسف کو بھی اپنے ساتھ جنگل لے جائیں تو آپ ان کی کم سنی پر نظر کر کے فرماتے ہیں کہ ایسانہ ہو کہ انھیں بھیڑیا کا جائے اور تم غفلت میں پڑے رہو، دوبارہ جوان اور پر قوت لڑکے نے جواب میں کہتے ہیں کہ اگر اسے بھیڑیا کھاجائے ،باوجود اس کے کہ ہم پوری جماعت کے جماعت موجود ہیں تو ہم نرے ناکارہ ہی ٹھہرے، سہ بارہ اس موقع پر کہ وہ برادارن یوسف جنگل سے واپس آئے ہیں اور اپنے والد ماجد کی خدمت میں عرض کیاہے کہ ہم یوسف کو اپنے سامان کے پاس چھوڑ گئے تھے تو واقعی انھیں بھیڑیا کھا گیا۔

بھیڑیا جنگلی جانوروں میں اپنی خونخوار وخون آشامی کے لئے ضرب المثل ہے، قدو قامت میں بڑے کتے کے برابر ہوتا ہے اور اسی کے خاندان کا جانور ہے، شکل خوف ناک ہوتی ہے اور اپنی ہوشیار وچالاکی کے لئے مشہور بھی ہے، جلد کا رنگ سیاہ بھی پایا گیا ہے اور بھورا اور خاکستری بھی، مشرق و مغرب کے اکثر ملکوں میں اس کا وجود پایا گیاہے، ارض شام و فلسطین میں بھی بہت رہاہے اور اب بھی یہاں اس کا وجود کثرت سے پایا جاتا ہے بھیڑیا بڑا شوقین بھیڑ اور بکری کا شکار کا ہے، لیکن موقع ملنے پر انسان کے بچوں کو بھی اٹھالے جاتاہے، بلکہ جب لاگو ہو جاتا ہے تو اچھے بڑے سن کے لڑکوں بلکہ سن دار انسانوں پر بھی حملہ کرڈالتا ہے۔[50]

**ضرب الامثال**

"الذئب خالیا" یہ اس شخص کے لئے بولا جاتاہے جو اپنی رائے، دین یا سفر میں اکیلا ہو۔ اور دوسرا محاورہ ہے کہ:

و يقال: اكل هم الذئب : السنة الشديدة و فلان من ذؤبان العرب : صعاليك هم و لصوصهم-

بھیڑیئے نے ان کو کھایا یعنی ان پر سخت وقت گزرا اور کہا جاتا ہے "فلان من ذوبان من ذوبان العرب" یعنی کہ فلاں عربوں کا بدمعاش ہے"۔[51]

ضان

**ابن منظور کے مطابق:**

ضان: الضائن من الغنم: ذو الصوف ، و يوصف به فيقال : كبش ضائن ، والانثى ضائنة- والضائن: خلاف،ماعز،والجمع الضان والضان مثل المعز والمعز-[52]

بکریوں سے کمزور، اور الضائن من الغنم کا مطلب ہے ذوالصوف، یعنی اون والا، اور اس کے ذریعے صفت بیان کی جاتی ہے پس کہا جاتا ہے "کبش ضائن "کمزور دنبہ، اور اس کی مؤنث ضائنۃ ہے۔ اور ضائن ماعز کے بر خلاف ہے، اس کی جمع ضان

ہے المعز کی طرح۔

اللہ تعالی کا فرمان ہے کہ:

ترجمہ " یہ مویشی آٹھ نر ومادہ پیدا کئے یعنی بھیڑ اور دنبی دو قسم نر ومادہ اور بکری میں دو قسم نر ومادہ، آپ ان سے کہیے کہ کیا اللہ تعالی نے ان دونوں نروں کو حرام کیا ہے یا ان دونوں مادہ کو یا اس (بچہ) کو جس کو دونوں مادہ اپنے پیٹ میں لئے ہوئے ہیں۔ "[53]

اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت کے عربی لوگ یوں کہا کرتے تھے یہ مواشی ہے اور یہ کھیت ہے، ان کو کوئی استعمال نہیں کر سکتا اسی طرح انہوں نے یہ عقیدہ بھی گھڑ رکھا تھا کہ ان مویشیوں کے رحم میں جو کچھ ہے وہ خالص ہمارے مردوں کے لئے اور ہماری عورتوں کے لئے حرام ہے۔ انہوں نے بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام کو بھی حرام کر رکھا تھا اور بعض جانوروں کا کھانا اپنی عورتوں کے لئے بھی حرام کر رکھا تھا، مگر جب اسلام کا طلوع آفتاب طلوع ہوا تو اس نے حلال و حرام کے احکام کو واضح کر دیا تو کفار مکہ نے اس بارے میں نبی کریم ﷺ سے جھگڑا شروع کر دیا اور سب سے پہلے آپ سے اس بارے میں مشرکین کے خطیب مالک بن عوف بن الاحوص الجشمی نے آغاز کیا اور دریافت کیا کہ اے محمد ﷺ! " تم نے وہ بہت سی چیزیں جو ہمارے آباؤ اجداد کیا کرتے تھے حرام کر دیں۔[54]

متعدد مشرک قوموں نے بھیڑ کو ایک مقدس جانور مانا ہے اور اس کی پوجا کی، بعض ملکوں میں اسی آج بھی ایک مقدس جانور سمجھا جاتا اور شادی بیاہ کے موقع پر اس سے برکت حاصل کی جاتی ہے۔[55]

**ضرب الامثال**

1: اہل عرب کسی کی حماقت و جہالت کو ظاہر کرنے کے لئے کہتے ہیں "اجہل من راعی الضان" (بھیڑ کے چرواہے سے زیادہ جاہل) "واحمق من طالب ضان ثمانین" (اسی بھیڑوں کے طالب سے زیادہ احمق) ان امثال میں چرواہے کی جانب حماقت کو منسوب کرنے کی وجہ یہ ہے کہ بھیڑ کی یہ عادت ہے کہ وہ ہر چیز سے بدک کر منتشر ہو جاتی ہے اور چرواہا ہر بار ان کو اکٹھا کرنے کے لئے دوڑ دھوپ کرتا ہے لہذا اس دوڑ دھوپ کی وجہ سے اس کو حماقت کی جانب منسوب کر دیا گیا ہے۔[56]

2: اہل عرب جب کسی کی مدح کرتے ہیں تو اس کو مینڈھے سے تعبیر کرتے ہیں اور جس کی برائی کرتے ہیں اس کو بکری سے تشبیہ دیتے ہیں۔[57]

## العجل

قرآن میں درج ذیل مقامات پر دو صیغوں کے ساتھ ذکر آیا ہے:

**لسان العرب کے مطابق:**

ولد البقرة ، والجمع عجلة ،وهو العجول والانثى عجلة و عجولة و بقرة معجل:ذات عجل،قال ابو بريره: هو عجل حين تضعه امه الى شهر،ثم برغز و برغزنحوا من شهرين و نصف ، ثم هو الفرقد، و الجمع العجاجيل ۔ وقال ابن برى: يقال ثلاثه اعجلة وهى الاعجال۔والعجلة : ضرب من النبت ،وقيل : هى بقلة تستطيل مع الارض ۔ [58]

**المعجم الوسیط کے مطابق:**

ولد البقرة ، جمع عجول۔ العجلة ، العجالة[59]

بچھڑا: گائے کا بچہ، اس کی جمع "عجول۔ العجلۃ، العجالۃ"

یعنی گائے کے بچے کو کہتے ہیں اور اس کی جمع عجلۃ ہے اور عجول (بچھڑا) ہے اور اس کا مؤنث عجلۃ اور عجولۃ ہے اور بقرۃ معجلۃ تیز بچھڑے کو کہتے ہیں۔

ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ وہ عجل تب ہوتا ہے، جس وقت سے اس کو اس کی ماں جنم دیتی ہے ایک مہینے تک عجل ہوتا ہے پھر وہ برعز کہلاتا ہے، اوڑھائی ماہ تک برعز ہوتا ہے، پھر ڈھائی ماہ کے بعد وہ فرقد کہلاتا ہے۔ اور اس کا جمع عجاجیل ہے اور ابن بری فرناتے ہیں کہ کہا جاتا ہے کہ یہ تین بچھڑے ہیں تو وہ بھی اعجال کی مانند جمع ہوتا ہے۔

**عجل کی وجہ تسمیہ**

عربی زبان میں بچھڑے کو "عجل "اس وجہ سے کہتے ہیں کہ "عجل" سے معنی سرعت یعنی جلدی کے ہیں۔، چونکہ بنی اسرائیل نے اس کی پرستش میں عجلت سے کام لیا تھا اس لئے اس کو "عجل" کہتے ہیں۔

بچھڑے اور گوسالہ کا نام قرآن مجید میں آیا تو نو مقام پر ہے، لیکن موضوع ذکر کل دو ہی ہیں، ایک یہ کہ جب حضرت موسی علیہ السلام کوہ طور پر توریت لینے گئے ہیں ان کی غیبت میں بنی اسرائیل نے ایک طلائی بچھڑا بنا کر اس کی پرستش شروع کر دی تھی، اس پر انھیں حکم ملا کہ اس کی مورتی کو جلا کر خاک کر دو اور اس کی خاکستر پانی میں بہا دو، اس پر بھی بچھڑے کی عقیدت ان لوگوں کے دل میں بسی رہی، یہ بھی ارشاد ہوا کہ جن لوگوں نے گوسالہ پرستی کی ان پر غضب الٰہی اور عذاب ذلت اسی دنیا میں نازل ہو گا۔

کنعان اور اس کے مضافات میں گوسالہ کی پرستش عام تھی، اسرائیلیوں نے انھیں مشرک قوموں کی دیکھا دیکھ خود بھی گوسالہ پرستی شروع کر دی تھی، بچھڑے کے کے ماں باپ یعنی گائے اور بیل یوں بھی بہت سی قوموں میں مقدس سمجھے گئے ہیں اور گائے کی تقدیس تو ہندی شرک کا ایک اہم جزو ہے۔[60]

**غنم**

قرآن میں مختلف مقامات پر اس کا ذکر آیا ہے:

**غنم**

من الغنم : ذوات الشعر والاذناب القصار ، وهى خلاف الضان ،

بالوں والے اور چھوٹے دم والے ہوتے ہیں اور یہ بھیڑ کے برخلاف ہوتے ہیں۔[61]

قال الزهرى : النفش لا يكون الا باليل (احكام القرآن ،جصاص)

والابل النفافش المترددة فى امر عى بلا راع (مفرادت القرآن،راغب)[62]

**غنم**

قران مجید میں سورہ الانبیاء کی آیت 78 میں اس اسم کا ذکر ایک مرتبہ آیا ہے۔

حضرت داؤد اور حضرت سلیمان کے سلسلہ میں بیان آیا ہے کہ ان کی عدالت میں ایک کھیت کا مقدمہ پیش ہوا جس میں رات کے وقت کسی کی بکریاں جا پڑی تھیں، اور اس کھیت کو چر ڈالا تھا۔ رات کے وقت ریوڑوں اور جانوروں کے گلوں کا کھیتوں پر جا پڑنا اور انھیں صاف کر دیان پر زرعی ملک کا عام واقعہ اور نعش رات ہی میں پڑنے اور حملہ کرنے کو کہتے ہیں۔

غنمی

قرآن مجید میں یہ نام تین جگہ آیا ہے، ایک جگہ اس سیاق میں کہ بنی اسرائیل پر چربیاں گائے اور بکری کی حرام کر دی گئی تھیں، دوسری جگہ حضرت موسی کی زبان سے اس کی عصا کے اوصاف کے سلسلہ میں یہ ادا کرایا گیا ہے کہ می اس سے اپنی بکری ہنکارتا رہتا ہوں، تیسری جگہ یہ ذکر ہے کہ حضرت داؤد اور حضرت سلیمان کے سامنے ایک جھگڑا بکری کے متعلق پیش ہوا۔ بکری ہندوستان و پاکستان کا ایک مشہور جانور ہے اور اس کا گوشت لذت اور طبی منفعت دونوں لحاظ سے ایک بہترین گوشت ہے، کثرت سے ہر جگہ کھایا جاتا ہے۔

الغنم

بکری کا لفظ اسم جنس ہے، نر مادہ اور ہر قسم کی بکریوں کے لئے استعمال ہوتا ہے یعنی بھیڑیں بھی اس میں شامل ہیں۔

غنم کی دو قسمیں ہیں یعنی بکری اور بھیڑ۔[63]

فیل

الفیل : حیوان ضخم الجسم ۔ من العواشب الثدیية ، ذو خرطوم طويل يتناول به الاشياء كاليد، وله نابان

بارزان كبيران يتخذ منهما العاج، جمع افيال ، و فيلة ۔

وهی فيلة ۔ وداء الفيل : تضخم فی الجلد وما تحتة ينشاء عن سد الاوعية اللمفاية، و يحدثه جنس من الديدان الخيطية ۔[64]

ہاتھی بڑے جسم والا ہری گھاس کھانے والا جانور ہے، لمبی سونڈ والا ہوتا ہے، جس کے ذریعے سے چیزوں کو پکڑتا ہے جیسے آدمی ہاتھ سے پکڑتا، اور اس کے دو بڑے دانت ہوتے ہیں جو سامنے واضح نظر آتے ہیں۔ اس کی جمع "افیال" اور "فیلۃ" ہے۔ اور اس کی بیماری یہ ہے کہ اس کی جلد موتی موٹی ہو جاتی ہے اور اس کے نیچے سفید خون کے سفید خلیے بند ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے اس میں کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں۔

**معجم اللغۃ العربیہ المعاصرۃ کے مطابق:**

"فیل" مفرد ہے اور اس کی جمع "افیال" اور 'فیلۃ" ہے۔ یہ ایک بری جانور ہے اس کا جسم کافی زیادہ بڑا ہوتا ہے، اس کی ایک نلی نما خرطوم یعنی کہ سونڈ ہے جس کے ذریعے یہ چیزیں اٹھاتا ہے یعنی ہاتھوں کا کام لیتا ہے، اس کا ایک ظاہر دانت ہوتا ہے جس سے ہاتھی دانت لیا جاتا ہے۔[65]

**المعجم الوسیط کے مطابق:**

ہاتھی بڑے جسم والا ہری گھاس کھانے والا جانور ہے، لمبی سونڈ والا ہوتا ہے، جس کے ذریعے سے چیزوں کو پکڑتا ہے جیسے آدمی ہاتھ سے پکڑتا ہے، اور اس کے دو بڑے دانت ہوتے ہیں جو سامنے واضح نظر آتے ہیں۔ اس کی جمع "افیال" اور "فیلة" ہے۔ اور اس کی بیماری یہ ہے کہ اس کی جلد موتی موٹی ہو جاتی ہے اور اس کے نیچے سفید خون کے خلیے بند ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے اس میں کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں۔[66]

ہاتھی جانوروں میں مشہور و معروف حیوان ہے۔ مؤنث یعنی ہتھنی کی دو اقسام ہیں: (1) فیل، (2) زندبیل ارسطو نے لکھا ہے کہ اس کی عمر چار سو سال سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔[67] وزن میں یہ ہاتھی 2 ٹن کے اور ھتنیاں 4 ٹن کی پائی گئی ہیں، ان کے نمائشی دانت 2، 2 فٹ لمبے ہوتے ہیں، ان ہاتھیوں کا ذکر قرطاجنہ والوں کے محاربات میں آتا ہے اور ابرہہ کے لشکر کا ہاتھی بھی یقنا اسی خاندان کا ہو گا۔ ان کی اوسط عمر 24 سال سے 32 سال تک پائی گئی ہے۔[68]

**قسورہ**

قرآن مجید میں یہ نام اس ذکر میں آیا ہے کہ مشرکین عرب رسول ﷺ کی تبلیغ اور قرآن سے وحشت کھا کر بھاگتے ہیں، قرآن ان کی مثال بیان کرتا ہے کہ جیسے وہ بدکتے ہوئے گدھے ہیں جو شیر سے بھڑک کر بھاگے ہیں، تشبیہ نے مشرکین عرب کی حمق و حشت زدگی کی پوری تصویر کھینچ دی ہے۔ "شیر" کہنا چاہیے کہ ہر قوم اور ہر زبان کے ادب میں پیکر شجاعت و قوت تسلیم کیا گیا ہے اور عرب میں علی الخصوص۔ عرب قوم اس جانور کی خصوصیات سے خوب مانوس تھی۔

اللہ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: "یعنی جنگلی گدھے ہیں جو شیر سے ڈر کر بھاگ پڑے ہیں"۔[69]

امام کمال الدین دمیری لکھتے ہیں کہ اس آیت میں اللہ تعالی نے "قسورہ" سے شیر ہی کو سمجھایا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا ہے کہ القسورہ سے مراد شیر (الاسد) ہی ہے۔[70]

عربی زبان میں شیر کے بہت سے اسم پائے جاتے ہیں، امام ابن خالویہ[71] کے نزدیک شیر کے پانچ سو نام اور علی بن قاسم بن جعفر اللغوی کے نزدیک ایک سو تیس نام ہیں۔ جن میں مشہور درج ذیل ہیں:

اسامه، البهيس، تاج، جحذب، حرث، حيدرة، دواس، زفر، سبع، صعب، ضرغام، ضيغم، طثيار، عبنس، فرا صفة، قسورة، كهمس، ليث، متانس، متهيب، هرماس ، الورد۔[72]

قردۃ

قرآن میں مختلف مقامات پر اس کا ذکر آیا ہے:

**لسان العرب کے مطابق:**

والقرد: معروف ۔والجمع اقعاد و اقرد وقرود و قردة كثيرة ۔قال ابن جنى فى قوله عزوجل: كونو قردة خائسين: ينبغى ان يكون خاسئين خيرا آخر لكونوا والاول قردة ، فهو كقولك هذا حلو حامض ،و ان جعلتة و صفا لقردة صغر معناه ، الا ترى ان القرد لذله و صغاره خاسى ، ابدا، فيكون اذا صفة

غير مفيدة ، واذا جعلت خائسين خبرا ثانيا حسن وافاد حتى كانه قال كونو قردة كونو ا خائسين، الا
ترى ان لاحد الا سمين من الا ختصاص بالخبرية ما لصاحبه و ليست كذلك الصفة بعد الموصوف،
انما اختصاص العامل بالوصوف ثم الصفة۔[73]

قرد معروف ہے اس کی جمع اقراد اور قرد اور قردۃ کثیرۃ (زیادہ بندر) ہے۔ابن جنی اللہ تعالی کے اس قول "کونو قردۃ خاسئین." "کے بارے میں فرماتے ہیں کہ مناسب ہے کہ خاسئین. خبر ثانی ہے، کونو کیلئے اور خبر اول قردۃ ہے۔

**معجم الرائد کے مطابق:**

یہ دودھ دینے والے یعنی ممالیہ حیوانات میں سے ہے، یہ جلدی سیکھنے کی صلاحیت رکھتا ہے، اس کی کئی اقسام ہیں، ان میں سے چمپانزی، گوریلا اور ان کے بھی کئی اقسام ہیں، جو گرم علاقوں میں رہتے ہیں، پھل اور دانے کھاتے ہیں، اس کی جمع قرود و قردة و اقرد و قردة، مؤنث قردة جمع قرد ہے۔[74]

**معجم الحیوان کے مطابق:**

عربی زبان میں بندر کو قرد کہا جاتا ہے، اس کی جمع قردۃ اور قرود ہے، اس کا مؤنث قردۃ اور جمع مونث قرد ہے۔ یہ ممالیہ جانور ہے۔ عربی میں بڑے اور نر بندر کو ربح یا رباح، قردح یا قردوح بھی کہا جاتا ہے۔[75]

**حیات الحیوان کے مطابق:**

قردۃ بندر کو کہتے ہیں اور ہر انسان اس سے واقف ہے۔ "القرد" قاف کے کسرہ اور "را" کے سکون کے ساتھ ہے، اس کی جمع "قرود" آتی ہے۔ قاف پر کسرہ اور "را" پر فتحہ، مؤنث کے لئے قردۃ استعمال ہوتا ہے، قاف پر کسرہ اور را کے ساتھ اور مونث کی جمع قرد قاف کے کسرہ اور را پر فتحہ کے ساتھ آتی ہے۔[76]

قرآن مجید میں یہ نام تین جگہ آیا ہے دو بار تو اس سلسلہ میں کہ بنی اسرائیل میں سے جو نافرمان گروہ یوم سبت کے احترام کے بارے میں احکام خداوندی کی مسلسل نافرمانی کر رہا تھا اسے بالا آخر حکم ملا کہ ذلیل بندر بن جاؤ اور تیسری جگہ بھی ایک مقہور و مغضوب قوم کا ذکر کر کے یہ ارشاد ہوا ہے کہ ہم نے انھیں بندر اور سور بنا دیا، عربوں کے ہاں بندریوں بھی ایک ذلیل و حقیر جانور ہے، پھر قرآن نے تو تصریح کے ساتھ دو جگہ اس لفظ خاسئین. (حقیر ہنکائے ہوئے، دھتکارے ہوئے) کا اضافہ کر کے اس پہلو کو اور واضح کر دیا ہے اور تیسری جگہ اس کا عطف سور پر کر کے جو مسلم طور پر ایک گندہ اور نجس جانور ہے، بندر کی انتہائی تحقیر پر مزید مہر تصدیق لگا دی ہے۔ عرب کے علاوہ بھی مسلم تہذیب جہاں جہاں ہے بندر اپنی خفیف الحرکتی اور حرکات میمونی ہی کے لئے رسوا اور زبان زد خلائق ہے۔

اقسام

بندروں کی بہت سی قسمیں پائی جاتی ہیں اور جنگلوں میں ہر قد و قامت کے پائے گئے، اتنے چھوٹے بھی کہ جیسے بلی اور اتنے بڑے اور جسیم بھی جیسے کہ ایک قد آور اور تنومند انسان۔ گوریلا، چمپانزی، اورنگ اوٹنگ وغیرہ جنگلی بندر ہیں بعض قسمیں انسان سے بہت مشابہ پائی گئی ہیں، عوام انھیں کو "بن مانس" (انسان صحرائی) کہتے ہیں اور ان میں بعض لاٹھی کے سہارے سیدھے کھڑے

ہو کر انسان کی طرح اپنے دو پیروں سے چل لیتے ہیں، لنگوری بندر کا چہرہ بجائے سرخ کے سیاہ ہوتا ہے اور اس کی دم بھی بڑی لمبی ہوتی ہے یہ جست بھی عام بندروں سے بہت زیادہ لگا لیتا ہے اور ان کی طرح موذی اور شریر بھی نہیں ہوتا کہ انسان کی کام آنے والی چیزوں کو خوا مخواہ برباد اور ضائع کرتا رہے۔[77]

**ضرب الامثال**

اہل عرب کہتے ہیں: "احکی من قرد" یعنی بندر سے زیادہ نقل اتارنے والا کیونکہ بندر نقل کرنے میں بہت ماہر ہوتا ہے اور خاص طور سے انسان جو کام کرتا ہے بندر بھی اس کو دیکھ کر اس کی نقل کرتا ہے۔[78]

**کلب**

قرآن میں مختلف صیغوں کے ساتھ یہ اسم آیا ہے۔

**مجمع اللغۃ العربیہ کے مطابق:**

کتے کی جنس سے تعلق رکھنے والا گوشت خور گھریلو جانور ہے۔اس کی بہت سی نسلیں ہیں، رکھوالی و چوکیداری کرنے والا ،شکار کرنے والا، بعض دفعہ جانوروں کی چیر پھاڑ بھی کرتا ہے، اس کی جمع "کلاب ،واکلب"۔[79]

**حیات الحیوان کے مطابق:**

"سگ" کتا کو کہتے ہیں۔ مؤنث کے لئے "کلبۃ" استعمال کرتے ہیں اور اس کی جمع "اکلب و کلاب" آتی ہیں۔[80]

قرآن مجید میں ایک جگہ ذکر اس سیاق میں ہے کہ، ایک بدکردار شخص کے ذکر میں ہے کہ خدائی نعمتوں کے باوجود وہ زمین کی پستی پر مائل ہو گیا ہے اور اپنی خواہش نفس کی پیروی کرنے لگا تو اس کی حالت کتے کی سی ہو گئی کہ اسے دھتکارو اور چھوڑے رہو تو ہر حال وہ زبان نکالے ہانپتا ہی رہتا ہے لیکن کتے کی ایک صفت انسان کے ساتھ اس کی رفاقت بھی ہے۔ قرآن مجید میں دوسرے موقع پر اس کا ذکر اس سیاق میں ہے اصحاب کہف کے ایک ایک قصہ میں ہے کہ وہ ایک غار میں ہیں، اوان کا کتا ان کے ہمراہ دہلیز کی طرف ہاتھ پسارے ہوئے ہے اور پھر کتے کا نام تین مرتبہ اور اسی ایک سلسلہ میں ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ تین تھے اور چوتھا ان کا کتا اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ پانچ تھے اور چھٹا ان کا کتا، یہ سب اٹکل کے تیر ہیں اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ سات تھے اور آٹھواں ان کا کتا اور بعض روایتوں میں اس کا نام قطمیر آیا ہے۔

قرآن مجید کے ان دو گونہ تذکروں ہی کا شاید اثر ہے کہ مسلمانوں میں ایک طرف تو کتا بطور ایک حقیر و گندہ جانور ہے کے ضرب المثل بن گیا ہے اور دوسری طرف اصحاب کہف کے ساتھ اس کے تلبس نے اس کی وقعت بھی ایک حد تک ذہنوں میں پیدا کر دی ہے ، بعض روایتوں کی بناء پر مسلمانوں کا ایک عقیدہ یہ ہے کہ عالم غیب کے بعض غیر مرئی مخلوقات مثلاً جنات اور ملائکہ عذاب کتوں کو خاص طور پر مکشوف ہو جاتے ہیں۔

کتا حیواناتی حیثیت سے گیدڑ، بھیڑیے اور لومڑی کے خاندان کا جانور ہے، اور دنیا کے ہر حصے میں پایا جاتا ہے اس کی قسمیں صدہا ہیں، صرف موٹی موٹی قسمیں 26 تاک پہنچی ہیں۔ قد و قامت، شکل و صورت اور رنگ کے لحاظ سے کتے کئی قسم کے پائے گئے

ہیں، سرخ، سیاہ، سفید، الق، بھورے وغیرہ، بعض بالکل ننھے ننھے سے، بعض بڑے گراں ڈیل، بعض بالکل کھری صفاچٹ جلد کے بعض اتنے جھبرے کہ بالوں سے بالکل لدے ہوئے، بعض بڑی ہیبت ناک شکل کے بعض سیدھے سادھے، دوڑ کے ساتھ قوت شامہ بھی کتے کی کا خاص طور پر تیز ہوتی ہے، اس کی اوسط عمر 14 سے 20 سال تک پائی گئی ہے، عادتوں کے لحاظ سے بھی اس کی قسمیں مختلف ہوتی ہیں، بعض بڑے شکاری، بعض صرف چوکیداری و پاسبانی کے کا کے اور بعض اپنے شوقین مالکوں کی گود میں صرف کھلونا اور سامان زینت بننے کے قابل۔[81]

## سبع

سورۃ المائدہ کی آیت تین (3) میں اس کا ذکر آیا ہے۔

**القاموس المحیط کے مطابق:**

والسبع، یضم الباء،و فتحها و سکونها:المفترس من الحیوان ، الجموع:اسبع و سباع،وارض مسبعة،کمرحلة:کثیرته۔وذاتالسباع ککتاب: ع: وادی السباع،: بطریق الرقة،مر به وائل بن قاسط علی اسماء بنت دریم، فهم بها حین راهامنفردة فی الخباء،فقالت له : واللہ لمن هممت بی لدعوتاسبعی،فقال:ما اری ف الوادی گیرک، فصاحت ببنیها: یا کلب یا ذئب یا فهد یا دب یا سرحان یا سید یا صبع یا نمر ، فجاووا یتعادون بالسیوف،فقال ما اری هذا الا وادی۔[82]

سبع "ب" کے ضمہ فتحہ اور سکون کے ساتھ بمعنی حیوانوں میں چیر پھاڑنے والا۔ جمع اس کی اسبع ،سباع ہے،اور ارض مسبعۃ جو کہ مرحلۃ کے وزن پر جہاں چیر پھارنے والے جانور / درندے زیادہ ہوتے ہیں، سباع نباع پاکستان کے وزن پر درندوں کی ذات کو کہتے ہیں۔ اور درندوں کی وادی باریک گنجان راستوں میں ہوتی ہے جس پر وائل بن قاسط کا گزر اسماء بنت درہم پر ہو تو اس کو خیمے میں اکیلے دیکھ کر ارادہ کیا تو اسماء نے کہا کہ اللہ کی قسم تم نے کس کا ارادہ کیا ہے میرے ساتھ، میں پکارتی ہوں اپنے درندوں کو تو اس نے کہا کہ میں وادی میں نہیں دیکھتا تیرے سوا کوئی اور ،تو اس نے اپنے بچوں کو پکارا کہ اے کتے، اے بھیڑیئے، اے تیندوے، اے ریچھ، اے کیکڑے، اے شیر، اے بجو، اے چیتے، پس وہ آئے تلوار اٹھاتے ہوئے، تو کہا، میں نہیں دیکھتا اس کو مگر ایک وادی۔

یہ نام قرآن میں صرف ایک جگہ آیا ہے حرمت حیوانات کے سلسلے میں قرآن مجید کا ارشاد ہے کہ وہ جانور بھی حرام ہو جاتا ہے جسے کوئی درندہ کھا جائے۔ درندہ سے مراد ایسا جانور ہے چیرنے پھاڑنے والا ہو، جیسے شیر، چیتا، تیندوا، ریچھ، بھیڑیا، کتا، لگڑ بگھا وغیرہ۔

## معز

القاموس المحیط کے مطابق:

المعز، بالفتح و بالتحریک ، والمعیز والاموز والمعاز،ککتاب،والمعزی،و یمد:خلاف الضان من الغنم والماعز۔واحد المعز، للذکر والانثی، الجموع: مواعز، والشدید،عصباالخلق،وجلد المعز،وة بسواد

العراق،والرجل الشهم المانع ماورائه،وابو بطن ، وابن مالک المرجوم، و ابن مجالد ، وماعز بن ماعز،وآخر تميمی غير منسوب: صحابيون۔والامعوز: السرب من الظباء،او جماعة الاوعال، الجموعاماعيز و امعز، والمعزی۔[83]

فتح اور حرکت کے ساتھ، مذکر اور مؤنث دونوں کے لئے اس کا واحد المعز آتا ہے اور جمع مواعز ہے۔ سخت اعصاب اور چمڑے والا جانور ہے۔ فتح اور حرکت کے ساتھ، مذکر اور مؤنث دونوں کے لئے اس کا واحد المعز آتا ہے اور جمع مواعز ہے۔ سخت اعصاب اور چمڑے والا جانور ہے۔

قرآن میں بہ سلسلہ حلت و حرمت حیوانات اس کا ذکر آیا ہے، سیاق عبارت یہ ہے کہ اللہ نے آٹھ جوڑے پیدا کئے ہیں دو قسمیں بھیڑ میں سے، دو قسمیں بکری میں سے، دو قسموں سے مراد نر اور مادہ ہیں۔

**ناقۃ**

مختلف صیغوں سے مندرجہ بالا مقامات پہ اس اسم کا ذکر ہوا ہے۔ ان میں سے سات جگہ جہاں جہاں اونٹنی کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے، حضرت صالح پیغمبر کی اونٹنی کے سلسلہ میں آیا ہے، پہلی وہ جگہ ہے کہ اپنی قوم ثمود سے صالح نے کہا کہ یہ اونٹنی تمہارے لئے اللہ کا ایک نشان ہے اپنی معجزانہ پیدائش کی بناء پر اسے چھوڑے رہنا کہ یہ زمین پر کھاتی چرتی پھر اور اس کے ساتھ برائی سے پیش حقیقی نہ آنا، ورنہ تمھیں دردناک عذاب آپکڑے گا، لیکن ان لوگوں نے اونٹنی کو کونچیں کاٹ دیں، تیسری جگہ بھی اس مضمون کا اعادہ لفظی تغیر کے ساتھ ہے، چوتھی جگہ صرف اتنا ہے کہ ہم نے قوم ثمود کو اونٹنی دی تھی، بصیرت کے ذریعہ کے طور پر لیکن انھوں اس کے ساتھ بڑا ظلم کیا، پانچویں جگہ حضرت صالح کی زبان سے قوم ثمود کو یوں مخاطب کیا ہے کہ یہ اونٹنی ہے کہ اس کے پینے اور تمھارے پینے کا باری کا دن مقرر ہے، اس سے برائی سے پیش نہ آنا، ورنہ تمھیں سخت عذاب آپکڑے گا لیکن ان لوگوں نے اس کی کونچیں کاٹ دیں، چھٹی جگہ یہ اشارہ ملتا ہے کہ ہم اونٹنی ان کی طرف بھیجنے والے ہیں ان کی آزمائش کے لئے تو آپ اے صالح انھیں دیکھتے بھالتے رہیے اور صبر سے بیٹھے رہیے اور انھیں خبر دے دیجئے کہ پانی ان کے درمیان بانٹ دیا گیا اپنی ہر باری پر باری والا حاضر ہوا کرے لیکن انھوں نے اپنے رفیق یا سردار کو بلایا اس نے اس پر وار اور اسے ہلاک کر ڈالا، ساتویں جگہ قوم ثمود کے سلسلہ میں ہے کہ ان سے پیغمبر خدا نے کہا کہ اللہ کی خاص نشانی اونٹنی اور اس کی پانی پلانے کے بارے میں خبردار رہنا مگر انھوں نے پیغمبر کو جھٹلایا اور اونٹنی کی کونچیں کاٹ دیں، اونٹنی کی پیدائش کسی اعجازی طور پر ہوئی تھی اور اس کی پرورش و نگہداشت کے کچھ احکام بھی خاص تھے اور قدیم امتوں کے لئے ایسے خوارق اور ایسے احکام دونوں عام تھے، مقصود یہ تھا کہ اس کے ذریعہ سے کچھ بصیرت حاصل کریں سو یہ تو کچھ نہ کیا بلکہ الٹا اور ظلم کر کے اسے مار ہی ڈالا۔[84]

**امام کمال الدین دمیری کے مطابق:**

اونٹنی کی مختلف کنیتیں ہیں: ام بور، ام حائل، ام حوار، ام مسعود، کے الفاظ مستعمل ہیں نیز اس کو بنت الفحل اور بنت الفلاۃ اور بنت النجائب بھی کہا جاتا ہے۔[85]

**عشار**

قرآن میں صرف ایک جگہ آیا ہے، منظر حشر کے نفخہ اول کے سیاق میں جب کہ دس مہینہ کی گابھن اونٹنیاں بھی چھوٹی ہوئی پھریں گی۔

عرب میں ایسی اونٹنیوں کی بڑی قدر و قیمت تھی، تو مراد یہ ہوئی کہ وہ وقت ایسا نفسا نفسی کا ہوگا کہ اتنے قیمتی مال کی طرف بھی کسی کی توجہ باقی نہ رہ جائے گی، ہر شخص اپنی فکر میں پڑا ہوگا، اونٹ نر اور مادہ یون بھی بھی عرب میں بڑی قدر و منزلت کی چیز ہے اور اونٹنی کی اس خاص قسم کی قیمت تو اور بھی زائد ہے۔[86]

**نحل**

نحل شہد کی مکھی کو کہتے ہیں۔ یہ خدا کی طرف سے انسانوں کے لئے ایک عطیہ ہے جس مین گوں ناگوں فوائد ہیں اللہ نے اس مکھی کو شہد بنانے اور اس کی تمام ضروریات کا طریقہ سمجھا دیا گیا ہے اور اس نے ساری باتیں اپنے حافظہ میں محفوظ کر لی ہیں جیسے کہ اسے بارشوں والی جگہ پہ رہنا ہے اور اپنے لعاب سے عمدہ قسم کا مشروب (شہد) تیار کرتی ہیں۔

ارشاد ہوا ہے کہ آپ کے پروردگار نے شہد کی مکھی کے دل میں القاء کی کہ تو اپنا گھر پہاڑوں میں بھی بنا اور لوگ جو عمارتیں بناتے ہیں ان میں بھی ہر قسم کے پھلوں سے رس چوستی پھر اپنے پروردگار کے بتائے ہوئے راستوں میں چل جو تیرے لئے آسان ہیں، اس کے پیٹ کے اندر سے ایک مشروب نکلتا ہے جس کی رنگتیں مختلف ہوتی ہین اس میں لوگوں کے لئے شفا ہے اس کے اندر بڑی نشانی ہے ان لوگوں کے لئے جو غور و فکر کرتے ہیں۔ آیت کریمہ سے امور ذیل خاص طور سے روشنی میں آجاتے ہیں:

شہد کی مکھی کا گھر یا چھتا ایک خاص صنعت یا کاری گری کا نمونہ ہے اور براہ راست القا الہی تکوینی کا نتیجہ۔

چھتے پہاڑوں پر بھی لگتے ہیں اور درختوں پر بھی اور اونچی عمارتوں پر بھی۔

مماکھی مختلف پھول سے رس چوس چوس کر اپنی غذا حاصل ہے۔

مماکھی دو دراز فاصلہ طے کر کے بلا بھولے بھٹکے اپنی چھتے تک پہنچ جاتی ہے۔

یہ حقیر سا جانور اللہ کی خلاقی و صناعی کا ایک نادر نمونہ ہے۔

ممامکھیوں کی کوئی 20 ہزار قسمیں شمار میں آچکی ہیں ہر چھتے میں تین طرح کی مکھیان ہوتی ہیں۔ ایک مکھی سب کی ملکہ ہوتی ہے اور سب اس کے حکم کے تابع ہوتی ہیں کچھ نر ہوتی ہیں، ملکہ جس وقت اپنی پرواز عروسی پرں اڑتی ہے یہ نر بڑی تعداد میں اس کا پیچھا کرتے ہیں وہ اونچی سے اونچی ہوتی چلی جاتی ہے یہ تھک کر رہ جاتے ہیں ان میں کامیاب صرف ایک ہی ہوتا ہے اس کے بعد ملکہ پھر نیچے آتی ہے اور پھر اسی طرح اڑان شروع ہوتی ہے، یہ ملکہ ایک دن میں 3،3 ہزار انڈے دیتی ہے، مکھیوں کی بڑی تعداد کارکنوں کی ہوتی ہے، ان کا کام چھتے کی تعمیر اور اس کے انتظامات ہوتے ہیں، چھتے کے اندر ایک پوری دنیا آباد رہتی ہے ایک بڑے

چھتے میں 60،60،50،50 ہزار مکھیاں پورے آرام کے ساتھ گزر کرتی ہیں اور اس میں بڑھئی، معمار، کمہار وغیرہ کہنا چاہیے کہ ہر منظم انسانی پیشہ اختیار کئے ہوئے مکھیاں رہتی ہیں۔ کارکن مکھیوں کی عمریں اوسطا6 مہینہ کی ہوتی ہیں ملکہ البتہ تین سال تک زندہ رہتی ہے جاڑوں میں مکھیاں مضمحل اور نیم مردہ سی پڑی رہتی ہیں۔، موسم بہار آتے ہی ان میں حرکت اور زندگی از سر نو پیدا ہو جاتی ہے۔[87]

### اقسام

شہد کی مکھی کی نو قسمیں ہیں جن میں سے چھ قسمیں ایسی ہیں جن میں ایک دوسرے کا باہم رابطہ ہوتا ہے اور ایک جگہ اکٹھی بھی ہو جاتی ہیں، مزید کہتا ہے کہ شہد کی مکھی کی غذا عمدہ پھل اور میٹھی رطوبت ہے جو پھولوں اور پتیوں سے ملتی ہے۔ یہ سب ان کو اکٹھا کر کے شہد تیار کرتی ہے اور اپنا چھتہ بھی بناتی ہے مگر اس کے لئے اس کو چکنی رطوبت الگ سے جمع کرنی پڑتی ہے جس کو موم کہتے ہیں۔ پہلے یہ موم رطوبت اپنی سونڈ سے چوس کر نکالتی ہے اور اسے اپنی ٹانگوں کے موٹے حصے (ران) پر جمع کرتی ہے پھر اسے ران سے کسی طرح اپنی پیٹھ پر لادتی ہے، اسی طرح وہ اپنے کام میں مصروف رہتی ہے۔[88]

### نعجۃ

"نعجۃ" عربی زبان میں "دنبی" کو کہتے ہیں۔ یہ بھیڑ کی ایک قسم ہے، فلسطین کا ایک خاص جانور تھا، گوشت اور دودھ دونوں کے لئے بہت عزیز، شام وفلسطین میں اس کے پالنے کا رواج عام تھا اسی لئے اس کا کوئی قضیہ اگر حضرت داؤد کی عدالت میں پیش ہوا تو وہ بالکل مقتضائے مقام تھا۔ مینڈھا لڑانا بعض قوموں میں ایک بہترین حربی تماشہ سمجھا گیا ہے۔[89]

### وحوش

قرآن میں اس کا ذکر یوم حشر (نفخہ اول) کے آثار وعلامات کے سیاق میں آیا ہے کہ جب آفتاب بے نور کر دیا جائے گا اور ستارے جھڑ پڑیں گے اور جنگلی جانور اکٹھے کر دیئے جائیں گے۔ مرا یہ ہے کہ وہ وقت اتنا ہولناک اور پر دہشت ہو گا کہ وحشی جانور تک جو عادتا ایک دوسرے کے دشمن ہوتے ہیں، شدے ہولو اضطراب سے اپنی وحشیانہ فطرت تک کو بھول جائیں گے اور ایک دوسرے کے ساتھ اکٹھے ہو جائیں گے۔ جیسے کہ آج بھی شدید سیلاب یا طغیانی کے وقت زہریلے سانپ مویشیوں بلکہ خود انسان کے ساتھ لپٹے ہوئے چپ چاپ بہتے چلے آتے ہیں اور اپنی موذیانہ فطرت کو کچھ دیر کے لئے بھولے رہتے ہیں۔

وحشی جانور کے معنی ہی یہی ہیں کہ اسے انسان سے انس نہ ہو، بلکہ وحشت ہو، شیر چیتا، ریچھ، چیتا، گینڈا، گیدڑ، بھیڑیا، لکڑ بگھا سے لے کر سانپ، بچھو، گھڑیال مگر مچھ تک بے شمار انواع واجناس کے جانور، خشکی اور تری اور ہوا میں اس قسم کے موجود ہیں، عین ظہور قیامت کے وقت ہر چیز کی قلب ماہیت ہو جائے گی، پہاڑ اپنا وزن کھو دیں گے، آفتاب بے نور ہو جائے گا اور اس عالم میں ی وحشی بھی انسی بن جائیں گے۔

حیوانات برخلاف نباتات کے نقل وحرکت پر قادر ہوتے ہیں اور برخلاف انسان کے نطق سے محروم ہوتے ہیں۔ جنگل کے جنگل اور سمندر ان سے بھرے پڑے ہیں، ان کے عمریں چند گھنٹوں سے لے صدہا سال تک کی انسان کے علم ومشاہدہ میں آچکی

ہیں، حیوانات کی انواع کا بھی شمار موجودہ تحقیقات کے مطابق 5 لاکھ سے اوپر ہے۔ بے شمار جانور ایسے ہیں جو انسان کے موذی دشمن ہیں اور بیشمار جانور ایسے ہیں جو انسان کے بہترین خادم ثابت ہوئے ہیں۔[90]

**فہرست برائے بحری حیوانات**

| سیریل نمبر | قرآن میں ذکر کردہ نام | اردو میں نام |
|---|---|---|
| 1 | حوت | مچھلی |
| 2 | ضفادع | مینڈک |

## حوت

قرآن میں درج ذیل مقامات پر مختلف صیغوں کے ساتھ اس کا ذکر آیا ہے:

مچھلی مشہور ترین جانور ہے قرآن مجید میں یہ نام تین "حوت حیتان اور نون" کے اسموں کے ساتھ جگہ آیا ہے۔

حیات الحیوان کے مطابق:

عربی میں اس کو "سمک" بھی کہتے ہیں۔[91]

حوت(مفرد) :الجموع: آحوات و حيتان : سمكة صغيرة كانت او كبيرة۔[92]

**حوت** "مفرد ہے اس کی جمع "احوات" اور "حیتان" ہے۔ حوت مچھلی کو کہتے ہیں چاہے چھوٹی ہو یا بڑی۔ مچھلیوں میں بعض بہت بڑی اور خطرناک ہوتی ہے جس کی لمبائی تیس میٹر اور اس کا وزن دو سو تیس ٹن ہوتا ہے۔ جیسا کہ وہیل ایک بڑا ممالیہ جانور ہے۔

## حیتان

یہ اسم قرآن مجید میں ایک ہی جگہ وارد ہوا ہے، بنی اسرائیل کی مسلسل نافرمانیوں کے سلسلہ میں ارشاد ہوتا ہے کہ یہ لوگ سمندر کے کنارہ ایک مقام پر احکام سبت کی خلاف ورزی کر رہے تھے جب کہ عین سبت ہی کے دن مچھلیاں ان کے پاس آتی تھیں۔

شریعت یہود میں سبت (سنیچر) کے دن ہر قسم کا شکار ممنوع تھا، چنانچہ مچھلی کا بھی۔ لیکن یہ لوگ ایک حیلہ کر کے عین سبت ہی کو مچھلی کا شکار کیا کرتے تھے۔ مفسرین کا بیان ہے کہ یہ مقام ایلہ تھا، ایلہ وہی مقام ہے جسے موجودہ جغرافیہ و نقشہ میں عقبہ کہتے ہیں ۔[93]

## ضرب المثل

"حوت كبير: صاحب مال وسطوة و نفوذ"، یعنی صاحب مال اور اثر و رسوخ کا مالک، ایسے شخص کے لئے بولا جاتا ہے جو کہ زیادہ مال و دولت، طاقت اور اثر رکھتا ہو۔[94]

صاحب الحوت کا لقب حضرت یونس علیہ السلام کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔[95]

قرآن میں اس کا ذکر دو جگہ تو اس سیاق میں کہ حضرت موسی کو ان کے جن معاصر بزرگ سے ملنے کی ہدایت ہوئی تھی، ان کے ملنے کے سلسلہ میں پتا مچھلی ہی کا بتایا گیا۔ چنانچہ ایک خاص منزل سفر پر پہنچ کر وہ اور ان کے خادم مچھلی ساتھ لینا بھول گئے اور جب آگے بڑھ کر خادم کو یاد آیا۔ تو انھوں نے ڈرتے ڈرتے عرض کی ہے کہ مچھلی تو فلاں مقام پر مجھ سے بھولے سے رہ گئی۔ تیسری جگہ یہ ذکر ہے کہ ایک مچھلی حضرت یونس پیغمبر کو زندہ نگل گئی تھی، چوتھے موقع پر رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کر کے ارشاد ہوا ہے کہ تاخیر عذاب سے گھبرا کر کہیں آپ ان مچھلی والے (حضرت یونس) کی طرح نہ ہو جائیے گا۔

مچھلی کی قسمیں ماہرین کے شمار میں اب تک تیرہ ہزار آچکی ہیں اور ان کی شکل وصورت میں تنوع کی کہنا چاہیے کوئی حد ہی نہیں، بعض بالکل سانپ کی سی بعض بالکل دوسرے جانوروں کی شکل کی اور یہی حال ان کے رنگ کا ہے کوئی کسی رنگ کی کوئی کسی رنگ کی، ان کی بعض قسمیں اڑنے والی ہوتی ہیں اور ایسی کہ جو خشکی میں آکر درختوں پر چڑھ جاتی ہیں اور ان کی غذا پانی کے علاوہ نباتات بھی ہے، بعض مچھلیاں گوشت بھی کھاتی ہیں اور بعض کا گزارہ دوسری مچھلیوں کو کھا کر ہوتا ہے۔[96]

**نون**

نون بھی عربی زبان میں مچھلی کو کہتے ہیں۔ یہ لفظ ایک بار قرآن مجید میں اس ذکر میں آیا ہے کہ مچھلی والے (پیغمبر) کا ذکر کرو، یہ کہہ کر وہ خفا ہو کر چلے گئے تھے، مراد ان سے حضرت یونس پیغمبر ہیں جنھیں ایک مچھلی زندہ نگل گئی تھی۔[97]

**صفادع**

**معجم اللغة العربية کے مطابق:**

"ضفدع" مفرد ہے اور اس کی جمع "ضفادع" ہے۔ باریک ریڑھ کی ہڈی پر چلنے والا بحری جانور، باریک ہڈیوں والا، اس کی آواز کو "نقیق" کہا جاتا ہے۔ اس کی کوئی دم نہیں ہوتی، جلدی تیراکی کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔[98]

قران مجید میں صرف ایک جگہ سورہ الاعراف میں یہ نام بغیر کسی تفصیل کے آگیا ہے۔ حضرت موسی کے انکار کے پاداش میں چند عذاب فرعونیوں پر اعجازی رنگ میں نازل کئے گئے تھے، ان میں ایک عذاب یہ مینڈکوں کا بھی تھا قرآن میں صرف اس قدر مذکور ہے کہ "پھر ہم نے نازل کی ان پر بلا اور ٹڈیاں اور جوئیں اور مینڈک اور خون (یہ سب) جدا جدا نشان تھے۔

مینڈک مختلف قسم کے ہوتے ہیں بعض سفاد یعنی جفتی سے پیدا ہوتے ہیں اور بعض بغیر سفاد کے پیدا ہوتے ہیں۔ ان کی پیدائش ایسے پانیوں سے ہوتی ہے جو بہتے اور گندے ہوتے ہیں نیز بارش کے بعد بھی ان کی پیدائش ہوتی ہے حتی کہ بارش کے بعد سطح آپ پر ان کی کثرت سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ بادل سے برسے ہیں۔ یہ کثرت نر اور مادہ کے مادہ تولید کا پھل نہیں ہے بلکہ یہ اس قادر مطلق کی صناعی کا کرشمہ ہے کہ اس نے مٹی میں ایسی خاصیت رکھ دی ہے کہ اس سے لمحے بھر میں ان کی پیدائش ہو جاتی ہے۔

ان کی زبان میں ہڈی نہیں ہوتی، بعض مینڈک میں بولنے کی صلاحیت ہوتی ہے جب کہ بعض میں نہیں ہوتی جو بولتے ہیں ان کی آواز کانوں کے پاس سے نکلتی ہے۔ جب مینڈک بولنے کا ارادہ کرتا ہے تو اپنے نیچے کے جبڑے کو پانی میں داخل کرتا ہے اور جب اس کے منہ میں پانی بھر جاتا ہے تو بولنا بند کر دیتا ہے۔[99]

فہرست برائے متفرقات

| سیریل نمبر | قرآن میں ذکر کردہ نام | اردو میں نام |
|---|---|---|
| 1 | الْأَنْعَامِ | چوپائے، مویشی |
| 2 | الدَّوَابِّ | جاندار، جانور |
| 3 | دَابَّةٍ | جانور |
| 4 | آلذَّكَرَيْنِ | نر اور مادہ |
| 5 | مُكَلِّبِينَ | شکار کھیلنے والے جانور |

**انعام**

قرآن میں بہت سے مقامات پہ پچیس صیغوں میں استعمال ہوا ہے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

**خصوصیات**

**انعام**

اردو کا "**مویشی**" صرف ، گائے، بیل، بھینس کے لئے آتا ہے لیکن عربی میں "**انعام**" کا مفہوم بہت وسیع ہے، بھیڑ، بکری، بیل، بھینس، اونٹ سب کے لئے آتا ہے، بلکہ اس کا واحد "**نعم**" تو مخصوص اونٹ کے لئے ہے۔

قرآن مجید میں ان کا ذکر مختلف حیثیتوں سے آیا ہے اور مختلف چیزوں پر معطوف ہو کر کہیں لفظ کا عطف جائداد کے بیان میں "**حرث**"، کاشت کاری، یا زرراعت، کے ساتھ آیا ہے، کہیں سواری کی حیثیت سے "**فلک**" (بحری سواریوں) کے ساتھ، کہیں مال کے معنی میں "**بنین**" (اولاد) کے ساتھ اور کہیں رنگارنگ کے "**دواب**" یعنی دوسرے جانوروں کے ساتھ، کہیں جانوروں کی حلت و حرمت کے سلسلہ میں، اور کہیں مشرکوں کی ان مشرکانہ رسموں کے بیان میں جو وہ ان جانوروں کے ساتھ روا رکھتے تھے، کہیں انسان پر احسان رکھ کر کہ ہم نے اپنی صنعت سے کیسے کیسے مویشی اس کے لیے پیدا کر دیئے اور انھیں اس کا مالک بنا دیا اور کہیں اس پہلو سے کہ ان مویشیوں کی جلدوں سے اور ان کے دودھ وغیرہ سے انسان اپنے نفع اور کام کی کتنی چیزیں حاصل کرتا رہتا ہے۔ کہیں یہ بتایا ہے کہ مشرکین اس طرح سے ہر وقت پیٹ کے دھندے میں لگے رہتے ہیں۔ جیسے مویشی، اور کہیں یہ ارشاد ہوا ہے کہ مشرکین اپنی غباوت و بے حسی میں مویشیوں جیسے ہیں بلکہ ان سے بھی گئے گزرے اس لئے ان کی یہ غفلتیں ارادی و خود اختیاری ہیں۔ کثرت سے موقعوں پر مویشیوں کا ذکر لطف و انعام الہی کے سیاق میں آیا ہے اور کہیں کہیں پہلوئے ذم لئے ہوئے۔

**انعامکم**

جمع مذکر حاضر کے ساتھ یہ قرآن میں تین دفعہ آیا ہے پہلی جگہ حضرت موسی کی زبان سے دعوت فرعونی کے سلسلہ میں کہ " کھاؤ پیو اور اپنے مویشیوں کی گلہ بانی کرتے رہو، مصری تمدن میں ہی ان جانوروں کو ایک مرتبہ عظیم حاصل تھا، اس کے لحاظ سے

دعوت کا یہ جز بہت پر معنی تھا، دوسری اور تیسری جگہ کھیتی باڑی اور چمن وباغ وغیرہ کے ذکر کے بعد ہے کہ یہ سامان نعمت تمھارے لئے اور تمھارے مویشیوں کے لئے ہے۔

**نعم**

حالت احرام میں شکار کرنے والوں کے لئے کفارہ کے سلسلہ میں ارشاد ہوا ہے کہ اس کا جرمانہ اسی طرح کا ایک چوپایہ ہے ، جس کو اس نے مار ڈالا۔ نعم (صیغہ واحد) کا عام استعمال صرف ہی کے لئے ہوتا ہے۔

النعم مختص بالابل وتسمیتہ بذالک لکون الابل عندھم اعظم نعمۃ (مفردات القرآن، امام راغب اصفہانی) لیکن اس سیاق میں فقہاء نے تصریح کی ہے کہ نعم سے مراد اونٹ، گائے، بھینس، بھیڑ اور بکری سب ہیں۔[100]

**انعامھم**

سورہ السجدہ کے رکوع تین میں جمع مذکر غائب کے ساتھ انعام ایک مقام پر آیا ہے، بارش اور زراعت کی نعمتوں کے بعد یہ ارشاد ہوا ہے کہ کیا یہ لوگ دیکھتے ہیں کہ اس سے یہ اور ان کے مویشی کھاتے پیتے ہیں۔

**دابۃ (زمین پر چلنے والا جانور)**

قرآن میں درج ذیل صیغوں کے ساتھ آٹھ مقامات پر ان کا ذکر آیا ہے:

"دابۃ" مفرد ہے، اس کی جمع "دواب" آتی ہے۔ "دب یدب" "اسم فاعل مؤنث کا صیغہ ہے۔ اس کا معنی ہے ہر وہ حیوان جو زمین پر چلتا ہو۔ مؤنث ہو یا مذکر، عاقل ہو یا غیر عاقل اور اس کا اطلاق سواری اور بار برداری والے حیوان پر بھی کیا جاتا ہے جیسے کہ گھوڑا اور خچر۔[101]

> الدبة : كل ما يدب على الارض ، وقد غلب على ما يركب من الحيوان(للمذكر و المؤنث ) جمع دواب ۔ و تصغيرة دويبة ۔[102]

ہر وہ جانور جو زمین پر رینگتا ہو، اور کبھی اس کا اطلاق صرف ان حیوانات پر ہوتا ہے جن پر سواری کی جاتی ہے، اس کی جمع دواب ہے اور تصغیر "دعیبۃ" ہے۔

> دابة (مفرد): الجموع: دواب: الصيغة المؤنث لفاع ل دب/دب /على/دب فى ۔كل ما يمشى على الارض ذكرا كان او انثى، عاقله كان او غير عاقل ۔
>
> ما يركب من الحيوان او يحمل عليه ،كالفرس والبغال و نحوهما۔
>
> دابةالارض : حيوان يعد ظهوره من اشراط الساعة او اول علامتها ، الارضة التى ذكرها الله تعالى فى قصة سليمان عليه السلام۔[103]

قرآن نے اس لفظ کو بہت وسیع معنی میں لیا ہے، جس میں ہر قسم کا جانور آ گیا ہے۔

دابۃ الارض وہ حیوان ہے کہ یقینا اس کا ظہور قیامت کی نشانیوں میں سے گنا جاتا ہے یا قیامت کی پہلی بڑی نشانی ہے۔ جو حیوانات زمین پر چلتے ہیں ان کو عربی میں "دابۃ" کہتے ہیں۔ بعض حضرات نے پرندوں کو لفظ "دابۃ" سے خارج کر دیا ہے اور اس

خروج کی تائید میں قرآن شریف کی یہ آیت پیش کی ہے:

﴿وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا طَائِرٍ يَطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ إِلَّا أُمَمٌ أَمْثَالُكُمْ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ إِلَى رَبِّهِمْ يُحْشَرُونَ﴾[104]

"اور زمین میں جتنے جانور چلتے ہیں، اور جتنے پرندے اپنے پروں سے اڑتے ہیں، وہ سب مخلوقات کی تم جیسی ہی اصناف ہیں۔ ہم نے کتاب یعنی لوح محفوظ میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے۔ پھر ان سب کو جمع کر ان کے پروردگا کی طرف لے جایا جائے گا"۔

3: لیکن اس مثال کی تردید قرآن پاک کی دوسری آیت سے ہوتی ہے:

﴿وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا كُلٌّ فِي كِتَابٍ مُبِينٍ﴾[105]

"اور زمین میں چلنے والا کوئی جانور نہیں ہے جس کی روزی کا انتظام اللہ پر نہ ہو اور وہ جانتا ہو کہ اس کا ٹھکانہ کہاں ہے اور وہ جگہ کہاں ہے جہاں بالآخر اس کا وجود سونپ دیا جائے گا؟ یہ سب کچھ ﴿علم الہی کی﴾ کتاب میں مندرج ہے"۔

دوسری جگہ ارشاد ہے کہ:

﴿إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ اللَّهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ﴾[106]

"بے شک بدترین خلائق اللہ تعالی کے نزدیک وہ لوگ ہیں جو بہرے ہیں گونگے ہیں جو کہ ﴿ذرا﴾ نہیں سمجھتے"۔

ابن عطیہ فرماتے ہیں کہ اس آیت کا مقصد کفار کی سرکش جماعت کو بیان کرنا ہے کہ وہ اللہ کے نزدیک بدترین خلائق میں سے ہیں اور ذلیل سے ذلیل طبقہ میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ کفار کو دواب سے اس لئے تشبیہ دی گئی ہے کہ ان کی برائی ثابت ہو جائے اور کتے، خنزیر اور فاسق خمسہ (سانپ، بچھو، کوا وغیرہ) کو ان پر فضیلت حاصل ہو جائے۔

**دواب**

یہ اسم چار جگہ قرآن مجید میں آیا ہے پہلی دو جگہ محض مجازی معنی میں جہاں اس کا اطلاق حیوانات پر نہیں، بلکہ بدترین کافروں پر ہوا ہے۔ پہلی آیت کا مضموں ہے کہ بدترین حیوانات اللہ کے نزدیک وہ بہرے اور گونگے ہیں، جو عقل سے کام نہیں لیتے اور مراد اس سے وہ کفار اور منافقین ہیں اور دوسری آیت میں بھی یہی مراد ہے، الفاظ بھی پہلی سے ملتے جلتے ہیں، کہ اللہ کے نزدیک بدترین حیوانات وہ کافر ہیں، سو وہ تو ایمان لانے کے نہیں، جن سے آپ عہد لے چکے اور وہ اپنا عہد (ہر بار) توڑ ڈالتے ہیں۔ تیسری جگہ مطلق حیوانات کے معنی میں ہے انسانوں اور چوپایوں پر عطف کے ساتھ آیا ہے کہ اسی طرح انسانوں اور جانوروں اور چوپایوں میں بھی ایسے ہیں کہ ان کے رنگ مختلف ہیں۔ قرآن نے اس معنی میں دو ہی جگہ ذکر کیا ہے اور دونوں جگہ اپنی قدرت کاملہ پر استدلال کا کام کیا ہے۔[107]

**مکلبین**

یہ نام صرف ایک جگہ آیا ہے، حلت حیوانات کے سلسلہ وسیاق میں کہ تمھارے لئے حلال ہے تمھارے سدھائے ہوئے شکاری جانوروں کا شکار۔

یہاں شریعت نے اصل یہ رکھی ہے کہ سکھائے ہوئے، ٹریننگ پائے ہوئے جانور کا فعل اصلی شکاری ہی کا فعل سمجھا جائے

گا اور اس جانوروں کے سدھانے کی بڑی اہمیت شریعت نے تسلیم کی ہے۔

### ذکرین

### خصوصیات

مشرکین عرب جو اپنی وہم پرستیوں کی بناء پر جانوروں کے حلال و حرام ہونے کا فیصلہ کیا کرتے تھے، اسی سیاق میں قرآن مجید نے کہا ہے کہ بھیڑ کی بھی دو قسمیں ہیں، (نر و مادہ) اور بکری کی بھی دو قسمیں ہیں (نر و مادہ) تو آپ پوچھئے کہ اللہ نے دونوں نروں کو حرام کیا ہے دونوں ماداؤں کو؟ اور پھر یہی سوال اونٹ اور گائے کے سلسلہ مین دہرایا ہے۔[108]

### نتائج البحث

1. برو بحری جانوروں کو مختلف عربی لغات میں بیان کیا گیا ہے۔
2. ان سے متعلق صرفی و نحوی قواعد کی تعبیرات ذکر کی گئی ہیں۔
3. ان کے مختلف نام ان کے معانی اور اقسام، ان کی جسمانی ساخت، اعضاء کی بناوٹ نیز ان کی خصوصیات اور قدرتی صلاحیتوں کو بھی قلمبند کیا گیا ہے۔
4. ان کی مختلف تعریفات ذکر کر کے ان کے لئے ایک سے زائد اصطلاحات بھی استعمال کی گئی ہیں۔
5. عربی زبان میں ان کے لئے بہت سی ضرب الامثال بھی مشہور ہیں اور روز مرہ بول چال کا حصہ ہیں۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

### حواشی و حوالہ جات

[1] مجد الدین محمد بن یعقوب الفیروزآبادی، القاموس المحیط، ص959

[2] المعجم الوسیط، مجمع اللغۃ العربیہ القاہرہ، ط پنجم، 2011ء، ص03

[3] ایضا، ص03

[4] محمد بن موسی بن عیسی کمال الدین دمیری، حیات الحیوان، ج1، ص58

[5] محسن فاروقی، حیوانات قرآنی کی افادیت، ادارہ احساس زیاں، کراچی، ص316

[6] المعجم الوسیط، مجمع اللغۃ العربیہ القاہرہ، ص65

[7] ایضا، ص65

[8] جمال الدین ابن منظور افریقی، لسان العرب، ابن منظور، دار صادر، بیروت، س ن، مکتبہ دار صادر، بیروت لبنان1290ء، ج4، ص 73

[9] محمد بن موسی بن عیسی کمال الدین دمیری، حیات الحیوان ج2، ص 371

[10] سورۃ البقرۃ:72:02

[11] محمد بن موسی بن عیسی کمال الدین دمیری، حیات الحیوان، ج2، ص 371

[12] ایضا، ج1، ص340

[13] سورۃ النمل:08:27

[14] عبد الماجد دریا آبادی، حیوانات قرآنی، ص42

[15] کمال الدین دمیری، حیات الحیوان، ج1، ص387

[16] المعجم الوسیط، مجمع اللغۃ العربیہ القاہرہ، ط پنجم، 2011ء، ص136

[17] کمال الدین دمیری، حیات الحیوان ج1، ص476

[18] محمد مختار عمر، معجم اللغۃ العربیۃ المعاصرۃ، ص399

[19] "البدنۃ" حج کے قربانی کے جانور کو کہتے ہیں، اس گائے یا اونٹ کو کہتے ہیں جس کی قربانی مکہ میں کی جاتی ہو۔

[20] پورا نام علی بن جعد بن عبید ہے۔750ء میں بغداد میں پیدائش ہوئی۔ حدیث کی معروف امام اور حافظ تھے، فن حدیث میں حجت مانے جاتے جس کی وجہ سے شہرت و مقبولیت حاصل ہوئی۔845ء میں وفات پائی۔(سیر اعلام النبلاء، 10/459، تہذیب الکمال، 20/350)

[21] ابو زکریا یحی بن شرف النووی مکمل نام تھا، 1233ء میں دمشق کے علاقے حوران میں پیدا ہوئے۔ فقیہ، مصنف، علامہ و محدث تھے، اپنی علمی خدمات کی وجہسے مقبولیت حاصل کی۔، مشہور تصانیف میں صحیح مسلم کی شرح تہذیب الاسماء واللغات، کتاب الاذکار، اربعین نووی اور ریاض الصالحین شامل ہیں۔1278ء میں وفات ہوئی۔(الاعلام از الزرکلی، ریاض الصالحین)

[22] امام زہری کا اصل نام محمد بن مسلم ہے، ابو بکر کنیت اور لقب اعلم الحفاظ سے شہرت ملی۔ دادا شہاب بن حارث کی نسبت سے ابن شہاب کے نام سے اور قبیلہ قریش کے معروف قبیلہ بنو زہرہ سے منسوب ہونے کی بابت زہری بھی مشہور ہوئے۔ تمام علوم و فنون میں کمال رکھتے تھے لیکن فن حدیث و سنت کی وجہ سے زیادہ مقبولیت حاصل ہوئی۔
(تہذیب التہذیب، 9/449، تذکرۃ الحفاظ، 1/103، اعلام الموقعین، 1/66)

[23] سنن ابی داؤد، باب فی الغسل یوم الجمعہ، رقم الحدیث 351

[24] سورۃ الحج:36:22

[25] کمال الدین دمیری، حیات الحیوان، ج1، ص325

[26] امام قرطبی، تفسیر قرطبی، ج2، ص724-726

[27] تفسیرات احمدیہ، ص:533-534

[28] ایضا ص:533-534

[29] سورۃ المائدہ:05:103

[30] تفسیرات احمدیہ، ص:533-534

[31] ایضا ص:533-534

[32] احمد مختار عمر، معجم اللغۃ العربیۃ المعاصرۃ، عالم الکتب، القاہرۃ، ط ا، 2008ء، ص558

[33] المعجم الوسیط، مجمع اللغۃ العربیہ القاہرہ، ط پنجم، 2011ء،، ص196

[34] احمد مختار عمر، معجم اللغۃ العربیۃ المعاصرۃ، ص558

[35] محمد بن موسیٰ بن عیسیٰ کمال الدین دمیری، حیات الحیوان، ج 1، ص 551

[36] ایضا، ص551

[37] ایضا، ص580

[38] عبد الماجد دریا آبادی، حیوانات قرآنی، ص 71

[39] ایضا، ص122

[40] المعجم الوسیط، مجمع اللغۃ العربیہ القاہرہ، ص259

[41] عبد الماجد دریا آبادی، حیوانات قرآنی، ص68

[42] عبد الماجد دریا آبادی، حیوانات قرآنی، ص84

[43] ایضا، ص143

[44] عبد الماجد دریا آبادی، حیوانات قرآنی، ص130

[45] ایضا، ص184

[46] ایضا،، ص185

[47] ایضا،، ص189

[48] مجد الدین محمد بن یعقوب الفیروزآبادی، القاموس المحیط، ص84

[49] .almaany.com/ar/dict/ar-ar/ذئب.Accessed Date: 15.03.2023

[50] عبد الماجد دریا آبادی، حیوانات قرآنی، ص103

[51] المعجم الوسیط، مجمع اللغۃ العربیہ القاہرہ، ص308

[52] ابن منظور، لسان العرب، جلد تیرہ، ص251

[53] سورہ الانعام:142:06

[54] کمال الدین دمیری، حیات الحیوان، ج2، ص313

[55] عبد الماجد دریا آبادی، حیوانات قرآنی، ص130

[56] کمال الدین دمیری، حیات الحیوان، ج2، ص313

[57] ایضا، ص418

[58] ابن منظور، لسان العرب، جلد11، ص429

[59] المعجم الوسیط، مجمع اللغۃ العربیہ القاہرہ، ص586

[60] عبد الماجد دریا آبادی، حیوانات قرآنی، ص144

[61] جبران مسعود، الرائد معجم لغوی عصری، دار العلم للملایین، ط السابع، 1996، ص752

[62] عبد الماجد دریا آبادی، حیوانات قرآنی، ص198

[63] کمال الدین دمیری، حیات الحیوان، ج2، ص480

[64] المعجم الوسیط، مجمع اللغۃ العربیہ القاہرہ، ص709

[65] احمد مختار عمر، معجم اللغۃ العربیۃ المعاصرۃ، ص1760

[66] المعجم الوسیط، مجمع اللغۃ العربیہ القاہرہ، ص709

[67] کمال الدین دمیری، حیات الحیوان، ج اول، ص532

[68] عبد الماجد دریا آبادی، حیوانات قرآنی، ص161

[69] سورہ المدثر:51:74

[70] کمال الدین دمیری، حیات الحیوان، ج2، ص551

[71] ابن خالویہ، پورا نام حسین بن احمد ان بن خالویہ ہے، کنیت ابو عبد اللہ الھمدانی ہے، یہ فنون عربیہ و لغویہ دونوں کے عالم تھے۔ آپ کی تصانیف "کتاب لیس، شرح الورود والقعود، کتاب اسماء الاسد، البدیع فی القرآۃ الجمل فی النحو، کتاب الشقاق" ہیں۔ 370ھ میں وفات پائی۔ (طبقات الشامیہ ص212، ج2)

[72] کمال الدین دمیری، حیات الحیوان، ج1، ص23

[73] ابن منظور، لسان العرب، جلد3، ص383

[74] جبران مسعود، الرائد معجم لغوی عصری، ص627

[75] امین معلوف، معجم الحیوان، ص23

[76] کمال الدین دمیری، حیات الحیوان، ج2، ص542

[77] عبد الماجد دریا آبادی، حیوانات قرآنی، ص167

[78] کمال الدین دمیری، حیات الحیوان، ج2، ص542

[79] المعجم الوسیط، مجمع اللغۃ العربیہ القاہرہ،، ص794

[80] کمال الدین دمیری، حیات الحیوان، ج2، ص579

[81] کمال الدین دمیری، حیات الحیوان، ج2، ص579

[82] مجد الدین محمد بن یعقوب الفیروزآبادی، القاموس المحیط، ص726

[83] ایضا، ص525

[84] عبد الماجد دریا آبادی، حیوانات قرآنی، ص191

[85] کمال الدین دمیری، حیات الحیوان، ج2، ص621

[86] عبد الماجد دریا آبادی، حیوانات قرآنی، ص146

[87] عبد الماجد دریا آبادی، حیوانات قرآنی، ص192

[88] کمال الدین دمیری، حیات الحیوان، ج2، ص633

[89] عبد الماجد دریا آبادی، حیوانات قرآنی، ص196

[90] عبد الماجد دریا آبادی، حیوانات قرآنی، ص203

[91] کمال الدین دمیری، حیات الحیوان، ج1، ص608

[92] محمد مختار عمر، معجم اللغۃ العربیۃ المعاصرۃ، ص576

[93] عبد الماجد دریا آبادی، حیوانات قرآنی، ص78

[94] محمد مختار عمر، معجم اللغۃ العربیۃ المعاصرۃ، ط اول، عالم الکتب، القاہرۃ، 2008، ص576

[95] محمد مختار عمر، معجم اللغۃ العربیۃ المعاصرۃ، ط اول، عالم الکتب، القاہرۃ، 2008، ص576

[96] عبد الماجد دریا آبادی، حیوانات قرآنی، ص76

[97] ایضا، ص201

[98] معجم اللغۃ العربیۃ المعاصرۃ، ص1365

[99] کمال الدین دمیری، حیات الحیوان، ج2، ص330

[100] عبد الماجد دریا آبادی، حیوانات قرآنی، ص199

[101] محمد مختار عمر، معجم اللغۃ العربیۃ المعاصرۃ، ص719

[102] المعجم الوسیط، مجمع اللغۃ العربیہ القاہرہ، ط پنجم، 2011ء، ص268

[103] محمد مختار عمر، معجم اللغة العربية المعاصرة، ص719

[104] سورة الانعام:38:06

[105] سورة ال ھود:06:11

[106] سورة الانفال:22:08

[107] عبد الماجد دریا آبادی، حیوانات قرآنی، ص98

[108] عبد الماجد دریا آبادی، حیوانات قرآنی، ص98